دیباچہ طبع اول

اس چھوٹی سی کتاب میں جو مضمون درج ہے وہ پہلے تین لکچروں کے پیرایہ میں [illegible] لیورپول میں سنایا گیا تھا
میرے چند ہم مذہبوں نے صلاح دی کہ ان لکچروں کو عام اشاعت کی غرض سے ایک رسالہ کی شکل میں شایع کرنا
چاہئے میرے پاس چونکہ اس موقع کے چند ہی نوٹ رہ گئے تھے اسواسطے مناسب جانا کہ اس مضمون کو
دوبارہ اس نئی صورت میں لکھوں سب سے زیادہ دقت مجھکو اس بات میں ہوئی ہے کہ میں نے جہانتک ہو سکا
ہے نہایت ہی تھوڑی جگہ میں مسلمانوں کے عقاید کو مختصر لیکن عمدہ اور صحیح صحیح طور پر لکھا ہے اور
مجھے یقین ہے کہ میں نے اتنا مختصر نہیں لکھا کہ اس سے مطلب فوت ہو جائے اور یہ بھی یقین ہے کہ اس
رسالہ سے ان لوگوں کی بدگمانیاں جن کا مذہب کچھ اور ہے دور ہو جائینگی اور اپنے خیال میں میں نے
دین اسلام کے بڑے بڑے اصولوں کو قابل فہم اور حتے الوسع دلکش صورت میں بیان کیا ہے ۔

دیباچہ طبع ثانی

اس چھوٹے سے رسالہ نے نمایاں کامیابی حاصل کر لی ہے پہلی دفعہ دو ہزار جلدیں طبع ہوئی تھیں وہ سب کی
سب آٹھ مہینہ کے اندر اندر خرچ ہو گئیں ۔ اور پھر برابر ہر طرف سے مانگ چلی آتی تھی اسواسطے اسکو دوسری دفعہ چھپوانے
کی ضرورت واقع ہوئی ۔ چنانچہ میں نے کتاب کو احتیاط کے ساتھ پھر ایک نظر دیکھ لیا ہے ۔ اور اگرچہ پہلی کتاب
میں سے ایک سطر بھی نکال لینے کی کبھی مجھے ضرورت معلوم نہیں ہوئی ۔ مگر مناسب سمجھکر بعض بعض مقاموں
پر میں نے پہلے رسالہ کے مضمون کو زیادہ صراحت اور زیادہ وسعت کے ساتھ بیان کر دیا ہے

اس رسالہ کی شایع ہونے سے جو ایک عام دلچسپی ہر طرف پھیل رہی ہے اُسکے ثبوت میں تین باتوں کا ذکر کرنا مناسب ہے
اول تو یہ کہ سوئٹزرلینڈ سینٹ پیٹرزبرگ سیلون پنجاب کلکتہ بمبئی لاہور ہندوستان کے بہت سے اور حصوں اور سٹریٹ
سٹلمنٹ اور رنگون کے علاوہ اور کئی طرف سے خط آئے ہیں جن میں انہوں نے اس رسالہ کی جلدیں منگوا بھیجی ہیں دوم
یہ کہ دو بادشاہوں نے بھی یعنی حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند اور خدیو مصر نے اس کتاب کو پڑھا ہے سیوم یہ کہ میری اجازت سے اب
اس کتاب کا ترجمہ بھی فارسی ہندوستانی عربی زبانوں میں ہو رہا ہے ۔ اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ یہ چند صفحے جو میں نے لکھے ہیں انکی
معرفت جلد وہ وقت آنیوالا ہے جسکی بابت قرآن شریف میں ذکر آگیا ہے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ
يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۔ جب آوے مدد خدا کی اور [illegible] لوگوں کو داخل
ہوتے دین خدا میں فوج فوج ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین اسلام

جب ہم خیال کرتے ہیں کہ دین اسلام سلطنت برطانیہ کے ساتھ ۔ اور لکھوکہا مسلمان رعایا کے ساتھ جو اس سلطنت کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اسقدر مخلوط ہو رہا ہے ۔ تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ عموماً لوگوں کو اس دین کی نسبت اور اسکے معتقدان کی تاریخ کی نسبت اسقدر کم واقفیت ہے ۔ اور انجام اسکا یہ ہے کہ چونکہ بے شمار لوگ ان باتوں سے محض ناواقف ہیں اسواسطے وہ آسانی سے فریب میں آجاتے ہیں ۔ اور جب کوئی مدعی اس دین کے خلاف کچھ تحریک پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسوقت انکی قوت فیصلہ رنج سنٹ براہ مستقیم سے ٹھیک جاتی ہے ۔ تاہم اگر انسانوں کا یہ فرض ہو کہ وہ آپس میں صلح کے ساتھ رہیں ۔ اور جہانتک انکی طاقت میں ہو محض بدی کی بجائے محض نیکی آپس میں کریں ۔ تو ایسے مضمونوں سے واقفیت حاصل کرنے میں ہمیں کچھ نقصان نہیں ہوتا ۔

دین اسلام کی سب سے عمدہ اور نہایت ہی مختصر تعریف وہ ہے جو ڈیوڈ ارکوہرٹ نے اپنی لطیف کتاب مطبوعہ ۱۸۳۹ء موسومہ بہ سپرٹ آف دی ایسٹ کے جلد اول کے دیباچہ میں لکھی ہے ۔ اور وہ یہ ہے " اسلام بحیثیت دین کوئی نئے اصول نہیں سکھاتا ۔ کوئی نیا الہام (وحی) قائم نہیں کرتا ۔ کوئی نئے مسائل نہیں بتاتا ۔ اسمیں کوئی ریپسیٹ ہڈ) مدارج دینی نہیں اسمیں کوئی سلطنت کلیسیا نہیں ۔ یہ مذہب لوگوں کو ایک دستور العمل دیتا ہے ۔ اور ریاست کو ایک خاص ضابطہ جسکا نافذ ہونا بمنظوری دین ہوتا ہے ۔ اسبات کو بہتوں نے تسلیم کیا ہے کہ ارکوہرٹ سچا ہے ۔ پالگریو ۔ ویم بری ۔ راولنسن ۔ آرڈر الندہ سٹنسلی آف ایلڈرو ہی کا فسکی وغیرہ وغیرہ نے اسکی بصیرت کا حصہ لیا ہے اور اسکے بیان کی تصدیق و تائید کی ہے ۔ ہر ایک سیاح نے جسکو مسلمانوں کے ساتھ کچھ ملاپ ہوا ہے کچھ نہ کچھ انکی تعریف ہی رکھا ہے ۔ یا میں ہم گریٹ برٹن

بین جماعت کثیر کی رائیں بغیر ثبات تر نہیں ہیں حق کا کھوج پتا نہیں لگا ہے کیونکہ بہت سے انگریزی بولنے
والے لوگوں نے دین مسیحی کی کسی نہ کسی فرقہ میں تربیت پائی ہے جس سے انہوں نے اس
مضمون کی نسبت سخت اور نامعقول بدگمانی پیدا کر لی ہے۔ اس بات کو وہ اپنے دین کا ایک اہم حصہ
سمجھتے ہیں اور جب انگلیکن چرچ کے ایک ڈکینڈری ریسیٹ سے زیادہ درجہ کا ہوتا ہے) کینین
آئزک ٹیلر جیسے نے بھی اپنے سچے اعتقاد کو جو ہمکو اس امر میں حاصل ہے ایک گرجہ کی مجلس کے اندر
دلیری کے ساتھ بیان کیا۔ تو اسپر سخت ملامت آمیز اور متعصبانہ حملے کئے گئے ٭

کینین ٹیلر نے جو خیالات وآلور ہمپٹن کی مجلس گرجا میں ۷۔ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو بیان کئے ہیں اور
جو دوسرے دن اخبار ٹائمز میں شایع ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ ملاحظہ اور غور کرنے کے قابل ہیں ہمارے
وقت نہ جگہ ہے کہ ہم اسکی پوری تقریر لکھدیں تاہم اس سے رک نہیں سکتے کچھ حصہ دوبارہ شائع کریں ٭

"شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ پر اسلام کو عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی
حاصل ہوئی۔ (سامعین کے کان کھڑے ہوئے) عیسائی مذہب کے مقابلے میں مذہب اسلام کو بت
پرستوں ہی نے زیادہ قبول نہیں کیا۔ بلکہ بعض ممالک میں خاص عیسائی مذہب فی الواقع اٹھتا جاتا ہے
اور یہ تو ایک مشہور بات ہے کہ مسلم اقوام کے لئے قابو کرنے کی جو تدبیریں کی گئیں۔ ان سب میں ناکامی
حاصل ہوئی۔ ہم بالعوض اسکے کہ فتح پاتے اور کچھ آگے بڑھتے شکست حاصل کرتے اور پیچھے ہٹتے جاتے
ہیں مذہب اسلام مراکو سے جاوا اور زنجبار سے چین تک تو پھیل چکا اور اب افریقہ میں
نشیب کے پانی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ دریاے کونگو اور دریاے زنبیزی کے کنارے کی تمام آبادی
مسلمان ہوتی جاتی ہے۔ نجبند کا علاقہ جو ریگستان میں سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہاں کے لوگ اب
ہماری آنکھوں کے سامنے مسلمان ہو گئے۔ ہندوستان میں مغربی تہذیب جو ہندو مذہب کی جڑ اکھاڑتی
جاتی ہے وہ مذہب اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہی ہے۔ ہندوستان کے ساڑھے پچیس کروڑ
باشندوں میں پانچ کروڑ آدمی ابھی سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور افریقہ کی آبادی میں نصف سے زیادہ مسلمان
ہیں۔ یہ اُن مسلمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے کسی مذہب کے اختیار کرنے کی حالت میں پہلے ہی
مذہب اسلام ہی قبول کیا ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے

جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اسی مذہب کا ہو رہتا ہے اور اسکی گرفت بڑی مستحکم رہتی ہے عیسائی مذہب کی گرفت ایسی مستحکم نہیں ہے افریقہ کے لامذہب صحرائی باشندے جب ایک مرتبہ مذہب اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ پھر اپنی بت پرستی پر عود کرتے ہیں اور نہ عیسائی ہو جاتے ہیں اسلام نے عیسائی مذہب کی نسبت تہذیب پھیلانے میں زیادہ کوشش کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم اس کی تشریح میں بعض عملی نتائج جو انگریز اہلکاروں یا سیاحوں اور سوداگروں وغیرہ نے مذہب اسلام کی نسبت اپنے عملی تجربے سے پیدا کئے ہیں پیش کرتے ہیں جس وقت افریقہ کے حبشی نسل کے صحرائی باشندے مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کی بت پرستی اور ارواح خبیثہ کی پرستش اور طرح طرح کی سست اعتقادیاں اور آدم خوری اور انسان کی قربانی اور بچہ کشی اور جادو طلسم کے اعتقادات یہ سب عادتیں فوراً چھوٹ جاتی ہیں وحشی باشندے کپڑا پہننے لگتے ہیں اور میلے کچیلے رہنے کے بدلے صفائی اختیار کرنے اور اپنے ذاتی قدر و منزلت سمجھنے لگتے ہیں مہمان نوازی تو انکا گویا ایک فرض مذہبی ہو جاتا ہے شراب خوری قطعاً موقوف ہو جاتی ہے ۔ قمار باز پیسے منتنع کر دئے جاتے ہیں بے حجابی کے ساتھ ناچنے کودنے اور علانیہ زن و مرد کے صحبت ہونے کی عادتیں چھوٹ جاتی ہیں ۔ عورات کی عفت کا ایک صفت خاص کے طور پر خیال رکھتے ہیں کاہلی کے بدلے محنت اور مشقت کرنے لگتے ہیں مطلق العنانی کے بدلے قانون اور حکم حاکم کی پابندی کرنے لگتے ہیں ۔ اور گشت و خون اور ایذا رسانی حیوانات کو چھوڑ کر سنجیدگی اختیار کرنے لگتے ہیں ۔ بردہ فروشی سے منتنع کرائے جاتے ہیں انسانی ہمدردی اور نیکی اور برادرانہ انکی آپس میں پیدا ہو جاتی ہے ۔ کثیر الازدواجی اور غلامی کا دستور مقید اور محدود ہو جاتا ہے ۔ اور انکے متعلقہ خرابیوں کا تدارک کیا جاتا ہے ۔ مذہب اسلام میں سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ یہ جماعت دنیا بھر میں سب سے زیادہ محتاط اور پرہیزگار اشراف ہے اور یورپ کی تجارت کو جسقدر ترقی ہوتی جاتی ہے اسیقدر لوگوں میں شراب خوری اور بری باتوں اور ذلیل کاموں کے وسائل بڑھتے جاتے ہیں مذہب اسلام کی تہذیب ادنےٰ درجہ کی نہیں ہے ۔ یہاں کھانا پینا پوشاک و لباس کی صفائی جسم کی طہارت سچائی ۔ پاس آبرو یہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں ۔ منہیات کی امتناع اور تہذیب کی اشاعت

کے اعتبار سے مذہب اسلام کی ترقیاں حیرت انگیز ہیں۔ ہمنے لاکھوں کیا اور کروڑہا روپیہ بیشمار جانیں افریقہ میں تلف کراویں عیسائیوں کا شمار ہزاروں میں کیا جاسکتا ہے۔ اور نومسلموں کا حساب لاکھوں کے ذریعہ سے لگ سکیگا۔ یہ بڑے بڑے بدیہی واقعات ہیں۔ انسے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے۔ پس ہمکو سب سے پہلے یہ امر تسلیم کرنا لازم ہے۔ کہ اسلام مخالف مذہب عیسائی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نیم نصرانیت ہے۔ مذہب اسلام مذاہب حضرت ابراہیم وموسے وعیسیٰ علے نبینا وعلیہم السلام تینوں کا ایک دریا ہے مذہب یہود اس سے خارج ہے۔ مذہب اسلام عام جہان میں پھیلا ہوا ہے مذہب یہود کیطرح وہ کسی ایک فرقے پر محدود نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ اہل اسلام چار انبیاے اعظم کو تسلیم کرتے ہیں یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ۔ اور حضرت محمد رسول اللہ (حبیب اللہ) تعلیم محمدی عیسائی مذہب کے مخالف نہیں ہے۔ مذہب اسلام مذاہب یہود و نصاریٰ کے بین بین ہے یہ اصلاح یافتہ مذہب یہود جو افریقہ اور ایشیا میں پھیل گیا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ افریقہ اور شام کے علمائے عیسائی بجائے علم مذہب کی مابعد الطبیعت کے معنوی مسائل قائم کئے انہوں نے شہوت پرستی دور کرنے کیواسطے تجرد کو رواج کرنے کی کوشش کی۔ اس زمانے میں تقدس حاصل کرنے کے لئے خلوت نشینی اور ترک دنیا کا رواج تھا۔ پیر فقیر لوگ خانہ نشینی کرتے تھے۔ عام باشندے دراصل مخلوق پرست تھے بیشمار پیروں و فقیروں اور فرشتوں کی پرستش کرتے تھے اسلام نے اس طوفان بدتمیزی اور سست اعتقادی کو نیست و نابود کردیا۔ زہاد خشک سے یہ ایک سخت مقابلہ تھا۔ اور تجرد کے بدلے تاہل کا قایم کرنا بہت بڑی قوت کا کام تھا۔ اسلام نے مذہب کا اصل اصول خدا کی وحدانیت اور عظمت قرار دی۔ فقیری و خانہ نشینی کو اٹھاکر اسنے جوانمردی قایم کی غلاموں کو آیندہ ترقی کی امید دلائی۔ انسانیں باہمی اخوت قایم کی اور فطرت انسانی کی ضروریات کو تسلیم کیا۔ . . . . . . مذہب اسلام میں جو صفتیں پائیجاتی ہیں انکو ادنٰے درجہ کی قوام سمجھ سکتی ہیں۔ مثلاً اعتدال صفائی عفت۔ انصاف حلم بہادری۔ احسان۔ مہمان نوازی۔ راستی وغیرہ ان لوگوں کو یہ بہت اچھی طرح سے سکھایا جاسکتا ہے کہ چار ضروری صفتوں کی پابندی کرو۔ اور سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھو عیسائیوں میں

انسان کی باہمی اخوت کا خیال حد سے زیادہ اعلےٰ درجہ کا ہے لیکن صرف خیال ہی خیال ہے اور
اسلام میں باہمی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ کہ تمام مسلمان ہر حیثیت میں یکساں سمجھے جاتے ہیں۔ یہ
اسلام میں ایک ایسی چاشنی ہے جسکو دیکھکر منہ میں پانی بھرنے لگتا ہے جو شخص مسلمان ہوتا ہے وہ
فوراً جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ اور پندرہ کروڑ بھائیوں میں ایک بھائی ہو جاتا ہے عیسائیوں
میں جو شخص داخل ہوتا ہے وہ سوشیل حیثیت میں برابر نہیں سمجھا جاتا ہے لیکن مسلمان درحقیقت
نومسلم کو بھائی سمجھتے ہیں۔ ہم لوگ گرجا گھروں میں تو جاکر ایک دوسرے کے بھائی بنجاتے ہیں
لیکن روزمرہ کے طرز معاشرت میں اسکا برتاؤ کچھ بھی نہیں ہوتا (قہقہہ) قرآن مجید میں بیشک
ایک سیشیل بہشت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن مسلمانونکو باہمی اخوت سے دنیا میں ہی بہشت ہو جاتی
ہے .... اہل افریقہ کے عیسائی بنانے میں عملی طور کی دو دقتیں بہت بھاری ہیں۔
ایک کثیر الازدواجی اور دوسری بردہ فروشی۔ حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسےؑ کے ان دونوں
باتوں کی قطعاً ممانعت نہیں کی۔ کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا۔ بلکہ اس امر کی کوشش کی کہ جہاں
تک ممکن ہو ان خرابیوں کی اصلاح کیجاے۔ بردہ فروشی فرقہ اسلام کا جزو نہیں ہے حضرت محمدؐ نے
مثل حضرت موسیٰؑ اور سینٹ پال کے ضروری حد تک اسکو جائز رکھا۔ اہل اسلام نے انہیں بہت کمی
کردی امریکہ کے وحشی اقوام میں جسقدر اسکا برتاؤ ہوتا ہے اہل اسلام میں اس سے کہیں کم ہوتا ہے
کثیر الازدواجی ایک اور بھی وقت طلب مسئلہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اسکی ممانعت نہیں کی حضرت
داؤدؑ کے وقت میں اسکا رواج رہا۔ انجیل مقدس میں گو صراحتًا اسکی امتناع ہے لیکن معنے یہی
پائے جاتے ہیں حضرت محمدؐ نے اختیار کثیر الازدواجی کو محدود کردیا۔ اور مسلمانونکے مہذب ممالک
یعنی ٹرکی واقع یورپ اور الجیریں اور مصر میں بطور قاعدہ کلیہ اسکی پابندی ہوتی رہی۔ زیادہ تعلیم یافتہ
مسلمانوں کی یہ راے ہے کہ اب وقت قریب آگیا ہے کہ اسکے دستور کا تدارک کیا جائے۔ یا موقوف کر
دیا جاے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کیحالت کے اعتبار سے موزوں نہیں ہے بشپ لاہور نے منجملہ اور اشخاص
کے بڑی مردانگی کے ساتھ اس امر کی مخالفت کی کہ کثیر الازدواجی اشخاص عیسائی مذہب میں قبول
کیئے جائیں

یہ امر خلاف انصاف اور باعث ظلم ہے کہ کوئی شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کے بعد کسی بی بی کو جسکے ساتھ اپنے شرع اسلامیہ کے بموجب جائز طور پر شادی کی ہے چھوڑ دے۔ کیا یہ بھی لڑکونکی سوتیلی مائیں ہیں جو بالکل ذلیل حالت سے چھوڑ دیجائیں۔ جو شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنیکی صلاحیت رکھتا ہو کبھی اس ظالمانہ فعل کو جو بالکل فطرت کے خلاف ہے قبول نہ کریگا۔ کثیر الازدواجی میں جہاں ہر طرح کے مضار ہیں وہاں مفاد بھی ہیں۔ کثیر الازدواجی نے دختر کشی کو موقوف کرا دیا۔ اور ہر ایک عورت کے لئے ایک قانونی محافظ پیدا کر دیا۔ مسلمان ملکوں میں کثیر الازدواجی کی وجہ سے کسب بالکل نہیں ہوتا ہے اور اس برائی سے عیسائی مذہب کے لئے اسسے زیادہ باعث ننگ ہے جو اسلام کے لئے کثیر الازدواجی قرار پا سکتی ہے۔ اسلامیہ ممالک میں محدود درجہ کی کثیر الازدواجی کی خرابیاں عورتونکے لئے باعث ذلت اور مردونکے لئے موجب نقصان اسقدر ہرگز نہیں ہیں جسقدر عیسائی شہرونکی علانیہ اوباشی جو اہل اسلام میں نام کو بھی نہیں ہے ستم ڈھاتی ہے اوباش انگلش اس امر کی مستحق نہیں ہیں کہ اہل اسلام کی کثیر الازدواجی کی عیب جوئی کرسکیں (سنو سنو اپنے بھائیونکی آنکھ بنانے کے قبل ہمکو اپنی اندھی آنکھ دیکھ لینی چاہیئے یعنے خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت)۔ ممالک اسلام کی چار خرابیاں یعنے کثیر الازدواجی۔ غلامی۔ بیشمار کنیز و نکا حرم میں رکھنا۔ اور کثرت طلاق۔ یہ خرابیاں صرف اہل اسلام سے مخصوص نہیں ہیں۔ اگر فی الحال نہیں تو ہمیں لوگونکی یاد داشت میں یہ سب خرابیاں نہایت ہی شدید حالتوں سے ممالک متحدہ امریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ملک برائے نام عیسائی اور انگلش قوم سے آباد ہے . . . . . ہمکو یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض باتوں میں مسلمانونکے اخلاق ہمارے اخلاق سے بڑھے ہوئے ہیں۔ خدا کی مرضی پر شاکر رہنا۔ پرہیزگاری۔ خیرات۔ راستی باہمی اخوت ان سب باتوں میں اہل اسلام ایک ایسی نظیر قایم کرتے ہیں جسکی اگر ہم تقلید کریں۔ تو ہمارے لئے بہتر ہو۔ اسلام نے شرابخوری قمار بازی اور زناکاری ان تینوں برائیونکو جنہوں نے عیسائی ملکونکو بالکل ذلیل و خوار کر رکھا ہے یک قلم موقوف کر دیا۔ جن مشرقی یا جنوبی قوم پر عیسائی مذہب گرفت حاصل کریگا اسلام اسسے بہت قریب قرابت رکھتا ہے۔ قبطیوں اور اہل ابی سینیا میں بالکل سست اعتقادی پھیلی ہوئی ہے ؞

کپتان ٹیلر کے خیالات کی اشاعت پر اخبار ٹایمز کے کالموں میں پر جوش مراسلات نکلنے شروع ہوئے
اس خط و کتابت میں بہت سے ایسے خط ہیں کہ انکا ذکر اس موقع پر پھیر کیا جاوے لیکن ایک سے
زیادہ خطوں کی اس چھوٹے سے رسالہ میں گنجایش نہیں ہے - یہ خط ایک معروف مشہور افریقہ کے
سیاح مسمے مسٹر جوزف ٹامسن کا ہے جو انہوں نے اڈن برا سے ۱۰ نومبر کو لکھا - وھو ھذا
ہمیں تجربہ سے جانتا ہوں کہ کسی ایسے موجودہ مذہب کی کسی خوبی کا قائل ہونا جو اپنے مذہب کے
احاطہ تعصب اور اسکی حدود سے باہر ہے - یا اس طرز پر جو کارکنان کلیسیا نے اپنے معتقدات کو
پھیلانیکے لئے اختیار کر رکھی ہے کچھ نکتہ چینی کرنا کسقدر خطرناک ہے - نکتہ چینی کی وجوہات کو
بیشک غلط طور پر بیان کیا گیا ہے - اور ملامت کا باعث گردانا جاتا ہے - اور اسکی سچی باتوں سے غالباً
چشم پوشی کیجاتی ہے - وہ جھٹ معلوم کر جاتا ہے - کہ کلیسیا یا اسکے مشنری کارکنوں کو نوروں کے ساتھ
محبت نہیں ہے یا صرف انکو اسقدر نوروں کے ساتھ محبت ہے جو انکے زیر اہتمام گرجا کے سوراخوں یا
بالخصوص سیاہ کردہ رنگین آئینوں میں سے آتا ہے - چونکہ میں نے مشرقی - وسطی - اور مغربی افریقہ میں
مختلف تجربوں کا مشاہدہ کیا ہے - جہاں میں نے عیسائیت اور اسلام کو حبشیوں کے ساتھ اکٹھا دیکھا
ہے اسواسطے میں اس بات کا دعوے کرتا ہوں کہ میرا بیان سننے کے قابل ہے - آپ کے نامہ نگاروں
نے بیان کیا ہے کہ مشرقی افریقہ اور دریائے نیل کے بین بین تم اسلام کو اپنے حقیقی رنگوں میں بردہ
فروشی اور ذلت و سختی کی تمام صورتوں کے ساتھ باہم مخلوط دیکھتے ہو - اس سے زیادہ بے بنیاد کوئی
بیان نہیں ہو سکتا میں بید رنگ کہے دیتا ہوں ؛

میں اسوجہ سے کہتا ہوں کہ مجھ کو آپ کے تمام نامہ نگاروں کی نسبت مشرقی و سطی افریقہ کا زیادہ
تجربہ ہے کہ اگر بردہ فروشی رونق پر ہے تو اس سبب سے ہے کہ اسلام اُن ملکوں میں نہیں لایا گیا - اور سب سے
زیادہ مضبوط دلیل یہ ہے کہ اشاعت اسلام سے بردہ فروشی کی بیخ کنی لازمی طور پر ہوتی ہے حبشیوں
کو اسلام کی تعلیم نہ دیئے جانیکا باعث یہ ہے کہ مسقط کے عرب لوگ غلاموں کے شکارگاہوں کو قایم رکھنا چاہتے
ہیں کیونکہ اگر یہ بات نہ ہو تو جہاں سے انکو امید تھی - کہ حبشیوں کو غلام کر کے پکڑ لیجائینگے وہاں انکو انکے
ساتھ مسلمان بھائیوں کی سی مدارات کرنی پڑتی - آپ یقین جانیں اسی طرح ہمارے مسیحی تجار اپنی تجا

گاہوں میں اپنے ہی دین کے مشنریوں کی آمدورفت کا بڑی سختی کے ساتھ مقابلہ کرینگے اگر انکو یہ بات معلوم نہ ہو۔ کہ وہانکے لوگ اگر مذہب عیسوی قبول کرلیں تو اُن کی شراب کی بکری میں کچھ ہرج نہیں ہوگا +

بعض وقت اسباب میں سہولت معلوم ہوتی ہے کہ کسی قوم پر اُنکے مذہب کی اصل حقیقت کھلنے نہ دیں جب اس سے کوئی معتدبہ فایدہ حاصل نہو +

پھر بڑی ظفرمندی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دین محمدی براعظم افریقہ کی شرقی حصہ میں نہیں چلتا ہے۔ یہ بالکل درست ہے میں نے پیشتر ایک بڑی مضبوط دلیل بیان کردی ہے ایک اور دلیل ہے جو ویسی مضبوط اور اہم ہے اسلام دین عیسوی کی طرح حبشیوں میں ایک اجنبی قوم کے ذریعہ سے لایا جاتا ہے ایسی قوم جو ہر طرح پر اُنسے برتر و اعلےٰ ہے۔ ایسی قوم جو انکو وہشمزری وحشی انسان بیان کرتی ہے مسقط کے عرب لوگوں اور حبشیوں میں ایک بڑا بعد باعد ہے۔ وہ اس بعد کے گذرنے کی کوشش نہیں کرتے حبشی چونکہ اس قوم سے بڑی دوری پر پڑے ہیں اسواسطے وہ اس قوم کے مذہب اور اُسکے اطوار واوضاع کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن جس حالت میں میں بیدرنگ اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ تجارت غلامان شرقی وسطی افریقہ میں اسواسطے رونق پر ہے کہ وہاں اسلام نہیں ہے میں بطور منعرف ویسا ہی یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مذہب نے جسپر لوگوں نے اسقدر ملامت کے تیر برسائے ہیں ایک بڑا ہی مفید کام کیا ہے اسنے تجارت مسکرات کے پھیلنے کو روک دیا ہے۔ خود زنگبار میں سلطان اس بیوپار کو نہیں روک سکا کیونکہ عیسائی اقوام نے تجارت کی روک پر خواہ کیسی ہی ہو اعتراضات کئے تھے خوشی کی بات ہے کہ وہ ابتک اپنے ملک کے حصہ عظیم پر اپنے مذہب کے قوانین جاری کرنے میں آزاد و مجاز ہے اسطرح پر اُسنے آسانی کے ساتھ گمراہ ہوجانے والے حبشیوں کی اخلاقی برائیاں روکنے میں ایک بڑا کام کیا ہے۔ یہ اب دیکھنا باقی ہے کہ مدت تک یہ قایم رہیگی۔ کیونکہ اب جرمن کے رہبران تہذیب اس زمین میں اوترے ہیں تو یہ بات دیکھنی باقی ہے کہ کتنی مدت تک یہ حالت قایم رہیگی +

اب ہم مغربی افریقہ اور وسطی سوڈان کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ انکی سیر کرنیکا بھی مجھے موقعہ ملا ہے۔ وہاں کے امور ہم بالکل مختلف پاتے ہیں۔ اسجگہ کا اسلام ایک زندہ اور پرجوش طاقت ہے جسمیں اسکے قرون اولے کی سی آگ اور جوش بھرا پڑا ہے ایک عجیب وغریب کامیابی کے ساتھ قرون اولے ہی کیطرح دوسری قوموں کو مسلمان بنایا جاتا ہے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام برابر سرالیونکے لوگوں اور دریائے نجیر کے بسن کے بداخلاق مردم خوار قوموں کے درمیان تعلیم کیا جاتا ہے لیکن راستی کے ساتھ جو حامیان دین مسیحی سے اسبات کی کوشش کروائی ہے کہ وہ بردہ فروشی کی برائیونکو اسلام پر تھوپیں۔ اور جگہ جگہ کر باندھیں وہ اپنے تمام زور اور دل کے ساتھ اسبات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ مغربی وسطی افریقہ میں اسلام کی کامیابی کی نسبت امور واقعی کو الٹ پلٹ کر اور گھٹا گھٹا کر بیان کریں۔ چونکہ وہ کسی خوبی کو تو پہچان نہیں سکتے بجز اسکے کہ وہ ہی راہ سے ہوکر آوے جس میں وہ لوگ اپنے ہی دین کو تعصب کے ساتھ مانتے ہیں۔ وہ اسبات کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کا پھیلنا۔ افریقہ کے لوگونکے واسطے ایک سخت مصیبت اور نری بدی ہے وہ بیان کرتے ہیں کیونکہ بچپن ہی سے انہیں یہی تعلیم ہوتی ہے کہ مذہب اسلام صرف آگ اور تلوار کے ذریعہ پھیل سکتا ہے۔ وہ اس قسم کی تصویر کھینچکر خوش ہوتے ہیں کہ بیچارہ دہشت زدہ حبشی گھٹنوں پر پڑا ہے۔ اُسکے پیچھے اسکی جھونپڑے کو آگ لگی ہوئی ہے اُسکی بیٹیوں اور بچوں کی گردنوں میں رسیاں پڑی ہیں اور خونخوار آدمی انکو غلام بنانیکے لئے گھسیٹے لئے جارہے ہیں۔ اور ایک شیطان صورت مسلمان تلوار لئے سر پر کھڑا ہے اور کہتا ہے یا موت یا قرآن۔ یہی خیال دلنشین اشاعت اسلام کی نسبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا خیال ہے جو پہلی نسلوں سے انکے پاس پہنچا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ مجھے خود جاکر دیکھنے اور مختلف طور پر دیکھنے کا موقع ملا ہے وسطی اور مغربی سوڈان میں اسلام کی سب سے بڑی ظفر مندیاں صلح کل اور حلیم کارکنوں کے ذریعہ ہوئی ہیں۔ پہلی دونو میں خانہ بدوش فیلبی گلہ بان اور حالمیں ہوسا یا فوری بڑا پر جوش اور الوالعزم تاجر اسلام کے مشیع رہے ہیں۔ بارھویں صدی کے کہیں قریب ہی سے لیکر یہ فرقہ گلہ بانان

جیسل جاگٹ لیکر بحر اوقیانوس تک اپنا دین پھیلانے میں مشغول رہا ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اب سارا ملک پچھلی صدی کے اخیر تک مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے پر ہو گیا ہے۔ انکو بس اتنی ضرورت تھی۔ کہ کوئی رہبر آوے اور کفر اور شرک کا جوا انکی گردنوں سے اتار کر توحید کی تلقین کرے۔ اس صدی کی شروع میں ایک ہادی سب سے پہلے خود ہی پیدا ہو گیا۔ اور تعجب انگیز قلیل عرصے میں مذہب اسلام ملک کے ایک حصہ عظیم پر شاہی دین بنکر قائم ہو گیا اور وحشی قوموں کے دلوں میں ایک ایسی روح پھونکی کہ جس سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے اسلام کے پھیلانے میں ان دنوں جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے سب سے بڑا کارکن ہوسا یا نوبی تاجر ہے حبشی تاجر اپنے کام کی پاکیزگی سے محفوظ ہو کر۔ ہر ایک قبیلہ کے اندر جو اسکے وطن سے سینکڑوں میل پرے آباد ہیں گھس پڑتا ہے وہ وحشی کافر کے ساتھ اسکو اپنا ہی لہو (خاندان) سمجھکر ملجاتا ہے۔ ایک ہی گھر میں سوتا ہے ایک ہی کھانا کھاتا ہے۔ جہاں جاتا ہے اپنا دین اور اپنے دین کے بڑے بڑے اصول جنپر دین کا سارا دارومدار ہے اور جو نا قابل فہم اور حد سے زیادہ بلند مسائل کی کثرت سے پاک ہیں اپنے ساتھ لیجاتا ہے اُسکے پاس صرف اتنی ہی تعلیم ہوتی ہے۔ جتنی اسکا غیر مذہب والا بھائی سمجھ سکتا ہے اور دل میں جگہ دیسکتا ہے۔ تاجر مہینہ۔ چھ مہینے یا برس تک وہاں قیام کرتا ہے۔ اس عرصہ میں اسکی عمدہ پوشاک کے باعث اسکی تعریف ہونے لگتی ہے اور اس پاس کے لوگ اسکی نقل اتارنا شروع کرتے ہیں وہ کوئی ایسی شے نہیں دیکھتے جسکی خواہش کرنے کی اسے نہو۔ اسکے دین میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جسے وہ نہیں سمجھتے ✤

اسیطرح پر تہذیب اور اسلام کے بیج بیشمار وحشی قوموں میں دور دور تک بکھیرے گئے ہیں حتے کہ یہ ملک سینکڑوں کارخانوں کے جوش بھرے شور سے گونج اٹھا ہے اور صبح کو دوپہر کو اور شام کو اسلام کے کلمہ کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ وہ گھٹنے جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں۔ وہ ہونٹ جو پہلے خوشی کے ساتھ اپنے انسان بھائی کے گوشت پر ہلتے تھے۔ اب اس قادر مطلق کی جلالت و عظمت اور اس کی رحمانیت کے تسلیم کرنے میں مشغول ہیں ✤

اگر اسلام ایسے صالحکار طریقوں سے ہمیشہ نہیں پھیلایا گیا تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ کیا ہمیں اسبات کے سیکھنے کے لئے کہ ہمارا کوئی حق نہیں کہ اوروں سے اپنے مذہب کو جبراً قبول کروائیں کوئی اٹھارہ صدیاں نہیں لگیں۔ تو پھر کونسے تعجب کی بات ہے اگر مذہب کے پھیلانیوالے پرجوش حبشی کبھی کبھی اپنے دین کے برکات کو اپنے کافر اور سرکش بھائیوں پر جبراً روشن کریں"۔

اس مضمون پر اپنے ہی بعض ہم ملکوں کی تقریروں و تحریروں کے مختصر خلاصے لکھ کر اب ہم دین اسلام پر بڑے ٹھنڈے دل اور سکونوں کے ساتھ غور کرتے اور اس امر کے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آیا یہ مذہب عقل و فہم کے مطابق ہو سکتا ہے۔

اسلام کا اصل اصول یہ ہے کہ ابتداء آفرینش سے قیامت تک بس ایک ہی سچا اور یگانہ مذہب رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اس مذہب کی بنیاد بس اس صداقت کا جاننا ہے کہ صرف ایک ہی سچا خدا ہے لا الہ الا اللہ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝[1]

یہ اعتقاد قرآن مجید میں بار بار تلقین کیا گیا ہے اور بار بار اس بیان کی صداقت کے لئے آیات نقل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس موقع پر تھوڑے سے کافی ہونگے۔

---

[1] وہی ہے اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ جاننے والا پوشیدہ کا۔ اور ظاہر کا۔ وہ بخشش کرنے والا مہربان۔ وہی ہے اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ بادشاہ بہت پاک سلامت سب عیبوں سے امن دینے والا نگہبان۔ غالب زبردست تکبر والا پاکی ہے اللہ کو اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں وہ ہے اللہ پیدا کرنیوالا درست کرنیوالا صورتیں بنانیوالا واسطے اسکے ہیں نام اچھے پاکی بیان کرتے ہیں اسکی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور وہ ہے غالب حکمت والا۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ
النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ
وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا
ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۚ

ذکر صفات باریتعالیٰ نہایت ہی لطیف ہے چنانچہ سورہ بقر کی ان آیات سے ظاہر ہے اللّٰهُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي
يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ
مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے ڈھانکتا ہے رات کو دن سے ڈھونڈتا ہے اسکو شتاب اور پیدا کیا سورج کو اور چاند کو اور تاروں کو مسخر کیے ہوئے ساتھ حکم اسکے کے خبردار ہو واسطے اسکے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بہت برکت والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے اور چھپا کر تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے گذر جانیوالوں کو اور نہ فساد کرو بیچ زمین کے پیچھے درستی اسکی کے اور پکارو اسکو ڈر سے اور طمع سے تحقیق رحمت اللہ کی نزدیک ہے نیکی کرنیوالوں سے اور وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والی آگے رحمت اسکی کے یہانتک کہ اٹھا لیتی ہیں بادل بھاری کو ہانک لیجاتے ہیں ہم اسکو طرف شہر مردہ کے پس اتارتے ہیں ساتھ اسکے پانی پس نکالتے ہیں ہم ساتھ اسکے ہر طرح کے میوے ۱۲

اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں پکڑتی اسکو اونگھ نہ نیند واسطے اسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے کون ہے وہ جو سفارش کرے نزدیک اسکے مگر ساتھ حکم اسکے کے جانتا ہے جو کچھ آگے انکے ہے اور جو کچھ پیچھے انکے ہے اور نہیں گھیر لیتے ساتھ کسی چیز کے علم اسکے سے مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سما لیا ہے کرسی اسکی نے آسمانوں کو اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اسکو نگہبانی ان دونوں کی وہ بلند مرتبہ بڑا ہے ۱۲

ایک اور جگہہ فرمایا ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۙ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ۝

ایک ہی لم یزل ولایزال بصیر مطلق۔ قدیر مطلق۔ اور حکیم علے الاطلاق پر ایمان منطقی طور پر اسبات کو پیدا کرتا ہے کہ دین الہی اور ضابطہ حیات ہر زمانہ میں برابر ضرور یکساں چلا آیا ہے۔ اس دین کا نام اسلام ہے جسکے معنے ہیں عبادت احکام الہی کو پوری اطاعت و تسلیم کے ساتھ قبول کرنا۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ باریتعالی نے یہی دین آدم کو اسکی پیدایش کیوقت دیا تھا لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور ایک نسل دوسری نسل کی جانشین ہوتی گئی انکے باپ دادوں کا اصلی دین الٹ پلٹ ہو گیا۔ جسمیں احمقانہ روایات بھر گئیں اور مشرکانہ توہمات لازم و ملزوم ہو گئے حتےکہ اس جہان کے بہت سے لوگ محض شرک میں ہی گذر گئے پھر خداوند تبارک و تعالی نے اپنی بے انتہا رحمت سے نہ چاہا کہ دنیا کو توبہ کا موقعہ دیئے بغیر عذاب کرے اسواسطے نوح کو وحی دیکر لوگوں کے ڈرانے کیواسطے بھیجا کہ وہ اپنے اعمال مشرکانہ اور شر یرانہ کو چھوڑدیں اور خدائے حقیقی کی پرستش اور دین اسلام کی طرف متوجہ ہو دیں۔ لیکن نوح کے ڈرانے کا انپر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ تمام بدکار طوفان میں غرق ہو گئے۔ نوح کے اس کام

---

[1] بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اسکے کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تاکہ آزماوے تمکو کونسا تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور وہ ہے غالب بخشنے والا۔ جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو اوپر تلے نہ دیکھے گا تو بیچ پیدائش رحمن کے کچھ چوک پس پھیر لیجا نظر کو کیا دیکھتا ہے تو کچھ شگاف۔ پھر پھیر لیجا نظر کو دو بار پھر آوے گی طرف تیری نظر ذلیل اور وہ تھکی ہوئی ہے۔

اور اسکی ناکامیابی کا ذکر قرآن مجید میں مفصل ہے چنانچہ سورہ نوح کی چند آیات ہیں ۱ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی
قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۝ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ
لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا
دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا
ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ
وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝
يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ
اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ
خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ
الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ
فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝
لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ
وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝

۱ تحقیق بھیجا ہمنے نوح کو طرف قوم اُس کی کے یہ کہ ڈرا قوم اپنی کو
پہلے اس سے کہ آوے انکو عذاب درد دینے والا کہا اے قوم میری تحقیق میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر یہ کہ عبادت کرو اللہ کو
اور ڈرو اس سے اور فرمان برداری کرو میری بخشیگا واسطے تمہارے بعضے گناہ تمہارے اور ڈھیل دیگا تم کو
ایک وقت مقرر تلک تحقیق وعدہ مقرر کیا خدا کا جب آتا ہے نہیں ڈھیل دیا جاتا کاش کے ہوتے تم جانتے کہا اے
پروردگار میرے تحقیق بلایا میں نے اپنی قوم کو رات کو اور دن کو پس زیادہ نہ کیا ان کو پکارنے میرے نے
مگر بھاگنا اور جب کبھی پکارا میں نے ان کو تاکہ بخشے تو انکو کیں انہوں نے انگلیاں بیچ کانوں اپنے کے

زمانہ گذرتا گیا۔ جہان پھر آباد ہو گیا پھر لوگوں نے دین حقیقی کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اور بت پرستی میں عمر بسر
گذاردیں پھر اس قادر مطلق نے ایک اور مختار نبی کو بھیجا تاکہ لوگوں کو انکے گناہ سے ہٹا دے اور
وہی پہلا اصلی دین حقیقی انکو بتائے۔ یہ نبی ابراہیم تھے۔ ابراہیم کا باپ بیشک ایک بت پرست
تھا کتب مسیحی میں بھی اسکا ذکر اسطرح آیا ہے کہ وہ عجیب و غریب معبودوں کی عبادت کرتا تھا۔
یوشع ۲۴-۵-۱۲-۱۴-۱۴ چونکہ ابراہیم کے والدین بت پرست تھے اسلئے لازمی نتیجہ پیدا ہوتا ہے
کہ وہ بھی بچپن میں بت پرست ہوگا۔ اس بات کا نہ صرف کتاب یوشع میں اشارہ ہی ہے بلکہ یہودی
لوگ تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کس عمر میں انکو خدائے حقیقی کی معرفت ہوئی اور
کب بت پرستی چھوڑ دی۔ بعض یہودی مصنف کہتے ہیں کہ تین برس کی عمر میں بعض کہتے ہیں کہ وہ
اسوقت درمیانی عمر کے تھے۔ فرقہ میمونی بالخصوص اور ربی ابرام زکت کا خیال ہے کہ چالیس سال کی
عمر میں اور اسی عمر کا قرائن کرتے ہے۔ قرآن میں ابراہیم کے مسلمان ہونیکا یوں ذکر ہے۔ وَكَذٰلِكَ
نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

۴ اور اوڑھ لئے کپڑے اپنے اور ہٹ دھرمی کی انہوں نے اور تکبر کیا انہوں نے تکبر کرنا بڑا پھر میں نے بلایا انکو پکار کر پھر تحقیق میں نے ظاہر کہا
واسطے انکے اور چھپا کر کہا واسطے انکے چھپا کر کہنا پس کہا میں نے بخشش مانگو پروردگار اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا۔
بھیجیگا مینہ کو آسمان سے اوپر تمہارے بہت برسنے والا اور مدد دیوے گا تمکو ساتھ مالوں
کے اور بیٹوں کے اور کریگا واسطے تمہارے باغ اور کریگا واسطے تمہارے نہریں کیا ہے واسطے تمہارے
کہ نہیں اعتقاد کرتے واسطے خدا کے بزرگی کا اور تحقیق پیدا کیا ہے تمکو طرح طرح سے۔ کیا نہیں دیکھا تم نے
کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ ان کے روشن اور کیا سورج
کو چراغ اور اللہ نے اگایا تمکو زمین سے ایک طرح کا اگانا پھر پھیر لیجاویگا تم کو بیچ اس کے
اور نکالے گا تمکو ایک طرح کا نکالنا اور اللہ نے کیا ہے واسطے تمہارے زمین بچھونا تو کہ چلو
اس میں راہیں کشادہ کہا نوح نے اے پروردگار میرے تحقیق انہوں نے نافرمانی کی میری
اور پیروی کی اس شخص کی کہ نہ زیادہ کیا اس کو مال اس کے نے اور نہ اولاد اس کی
نے مگر خسارہ۔ سلہ اور اسیطرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور تاکہ ہووے یقین کرنیوالوں سے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۚ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ
هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَ
حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا
تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۚ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ
اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۚ
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اس نبی ممتاز کے بعد موسےٰ کی معرفت خداوند تعالیٰ نے اپنے احکام لوگوں پر ظاہر کئے۔ یہ بات کی چنداں ضرورت نہیں کہ ہم مفصل طور پر موسےٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا ذکر کریں کیونکہ قرآن کریم میں بھی انکا ذکر اسیطرح لکھا ہے جسطرح کتب مسیحی میں اب ذکر کرنا گویا ایک مشہور و معروف قصہ کا دہرانا ہے۔

[1] پس جب چھپا لیا اسکو رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہے رب میرا پس جب چھپ گیا کہا نہیں دوست رکھتا میں چھپ جانیوالوں کو پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت کریگا مجھکو پروردگار میرا البتہ ہو جاؤنگا میں قوم گمراہوں سے پس جب دیکھا سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا یہ سب سے بڑا پس جب چھپ گیا کہا اے قوم میری تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اسکے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو توحید کرنیوالا ہو کر اور نہیں ہوں میں شریک لانیوالوں سے اور جھگڑا کیا اس سے قوم اسکی نے کہا کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے بیچ اللہ کے اور تحقیق راہ دکھائی اسنے مجھکو اور نہیں ڈرتا میں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو ساتھ اسکے مگر یہ کہ چاہے رب میرا کچھ سما لیا رب میرے نے ہر چیز کو علم میں کیا پس

لیکن موسیٰؑ کی ایک نصیحت جو انہوں نے لوگوں کو دی ایسی ہے جیسے ہم دل سے سن سکتے اور اسپر عملدرآمد کرسکتے ہیں قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

انبیاء الوالعزم میں سے پانچویں نبی عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہ نبی جسے مسیحی لوگ اپنا نجات دہندہ بولتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برابر اسکا رتبہ سمجھتے ہیں۔ بیشک اسلامی اور مسیحی اعتقاد میں یہ ایک بڑا بھاری فرق ہے۔ ایک معمولی عیسائی کا جو اپنے فرقہ کے عجیب پیچدار علم الٰہی کی ماہیت سے بخوبی واقف نہیں ہوتا۔ ایک مبہم خیال ہوتا ہے کہ وہ تثلیث کو مانتا ہے جب پوچھا جاوے کہ اس تثلیث میں کیا کیا (یا کون کون) شامل ہے تو جواب دیتا ہے کہ باپ بیٹا روح القدس اور شاید بطور تشریح یہ بھی کہدے کہ تین شخص مگر ایک خدا۔ جب پوچھا جاوے کہ اس بدیہی نقیض کی ذرہ تشریح کردو تو وہ الٹا پلٹا کر جواب دیتا ہے کہ یہ ایک راز ہے۔ اور اگر کوئی کیتھولک یا کوئی انگلش اپس کوپلین ہو تو وہ اس حقیقی مسیحی اور فیاضانہ منادی کا حوالہ دیگا جو اتھے نے سن عقیدہ کے نام سے مشہور ہے اور جو دین کیتھولک کے کل خلاصوں کے اظہار کرنیکے بعد اُن لوگوں کو جو اس عقیدہ کی کسی ایک سطر کی ایک لفظ بلکہ کسی ایک سلیبل کو نہیں مان سکتے ابدالآباد جہنم میں پہنچا دیتا ہے

لفظ تثلیث الہامی لفظ نہیں ہے اور کتب مسیحی میں ایک جگہ بھی نہیں پایا جاتا۔ یہ لفظ کلیسیا میں دوسری صدی میں اس غرض سے لایا گیا کہ اس سے الوہیت میں تین شخصوں کی یگانگت پر ایمان لانا مفہوم ہو۔ بڑے بڑے علمائے الٰہیات اس خیالی مسئلہ کو بیان نہیں کرسکتے اس مضمون پر جو رسائل انہوں نے لکھے ہیں انہیں عموماً معذرتیں ہی ہوتی ہیں یا اس امر کا اظہار کہ یہ مسئلہ ایک ایسا راز ہے کہ جسکا فہم میں آنا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر رابنسن اپنے خیالات کو یوں قلمبند کرتا ہے "انسانی ذہن

ہ نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم اور کیونکر ڈروں میں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے ہو تم یہ کہ تحقیق تم شریک مقرر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اتاری ساتھ اسکے اوپر تمہارے دلیل پس کونسا دونوں فرقوں میں سے بہت لائق ہے ساتھ امن کے اگر تم جانتے ہو وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ملایا انہوں نے ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے یہ لوگ واسطے انکے ہے امن اور وہی راہ پانیوالے ہیں

لہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو تحقیق زمین اللہ کی ہے۔ اپنے بندوں سے جسکو چاہتا ہے اُسے وارث بناتا ہے۔ اور عاقبت پرہیزگاروں کے واسطے ہے +

فن ایجاد میں جہانتک دلیرانہ پرواز کرسکتا ہے یا انسانی عقل سمجھنے میں حقیقی دور سے دور وسیع حدتک پہنچ سکتی ہے ان سب سے بالاتر یہ مسئلہ مبارک تثلیث کا عمیق راز ہے" اگر ڈاکٹر راہنسن سچا ہے اور ایسا بھید اس قسم کا ہے کہ انسانی ذہن میں عقل کی رسائی سے بھی کہیں پرے ہے تو پھر قریباً سکندریہ نیوین اور قدیم مصری دیوتاؤں اور افلاطونی عقائد اور ہندؤں کے موجودہ علم الٰہیات کا عقیدہ بھی کوئی انسانی ایجاد نہیں ہو بلکہ ربانی الہام ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ عیسائی لوگ غالباً اس مسئلہ میں موافق نہو سکینگے۔

ایک اور مصنف اس مضمون کیطرف اشارہ کرتا ہے "عیسائیوں میں بھی مسئلہ مقدس تثلیث تحقیق کی نسبت ایمان پر زیادہ تر مبنی ہے۔ اور اس مضمون میں اُسے ترقی کرنے کی ہر ایک سعی خواہ وہ کیسی ہی اچھی کیوں نہو، جو اُس سے بڑھکر کیجائے جتنی کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں صاف صاف طور پر ذکر فرمائی ہے۔ اس خدا شناسی کی ایک احمقانہ اور اکثر اوقات خطرناک کوشش ہو جو غلطی پر مبنی ہے۔ سیدھے محقق خدا ترس عیسائی بھائیو تم کو اس بھید میں گھس پڑنے کیلئے کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ضرور ہے کہ تم اسکو بالکل بے تحقیق اور بے دریافت لگا جاؤ۔ اور اگر تمہاری سمجھ اس بات کو قبول نہیں کرتی۔ تو اس مضبوط قول کے دعوے سے مطمئن ہو جاؤ کہ یہ عقیدہ کیتھولک کا ہے جس عقیدہ کو اگر ہر ایک شخص مکمل اور بیلوث نہ رکھیگا تو وہ ابد الآباد ہلاکت میں پڑیگا"۔

عیسائیوں کو اگرچہ اسبات سے تعجب ہو لیکن اسکے امر واقعی ہونے میں کچھ شک نہیں تمام کتب مسیحی میں کوئی ایسی آئت نہیں ہو جسمیں تثلیث کا مسئلہ صاف صاف ثابت ہو۔ وہاں ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ تین ہیں جو آسمان پر ہیں باپ۔ کلمہ۔ اور روح قدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔ (۱۔ یوحنا۔ ۵باب۔ ۷ورس) اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ ریویژن کمیٹی (نظر ثانی کرنے والی جماعت) نے اس آئت کو عہد نامہ نظر ثانی شدہ میں سے نکال دیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ اگر اسکو عہد نامہ میں رہنے دیں تو اسمیں دیانت داری نہیں ہے نیوٹن۔ گبن۔ پورسن اور کئی ایک دیگر علماء کی تصانیف نے ریویژن کمیٹی کو اس کام میں امداد دی۔ یہ سب کے سب ثابت کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ انجیل میں ایک بناوٹی بات تھی۔ اور کالٹ خود اسبات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ آیت کسی دیرینہ بائبل میں بھی نہیں پائی

جاتی ہمارے ناظرین اس مضمون کو پڑھتے پڑھتے مسیح کے اس جواب پر بھی غور فرمادیں جو آپ نے کسی حاکم کے اس سوال پوچھنے پر دیا تھا۔ کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ حیات ابدی کا وارث بنوں اور یسوع نے اُسے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ بجز ایک یعنی خدا کے کوئی نیک نہیں (لوقا ۱۸-۱۸-۱۹) اُن لوگوں کو جو اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ جس ایک کو مسیح نے اپنے آپ سے مستثنا کر دیا تھا وہ خود ہی تھا اس آیت پر بخوبی غور کرنا چاہیئے عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث اور اُن کے بڑے استاد عیسے کی اس تعریف کے لئے جسمیں انہوں نے اسے خدا تک پہنچا دیا ہے۔ اتنا ہی کافی ہے آؤ اب ہم دیکھیں کہ ہمارے میں اسلام کیا بتاتا ہے اور اس مطلب کے لئے اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن کے الفاظ بعینہٖ نقل کریں ✤

اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ج أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ قف وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ط انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ط إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ط سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ م لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ع لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ط وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ○ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ج وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○ وَلَا يَجِدُونَ

---

۱ کہ مسیح عیسےٰ بیٹا مریم کا پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اسکا ڈال دیا اسکو طرف مریم کی اور روح ہے اسکی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اُسکے کے اور مت کہو خدا تین ہیں بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوا اسکے نہیں کہ اللہ معبود اکیلا ہے پاکی ہے اسکو اس سے کہ ہووے واسطے اسکے اولاد واسطے اُسیکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت کار اللہ کا رسانہ ہرگز نہ انکار کریگا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے مقرب کے جو کوئی انکار کرے بندگی اسکی سے اور تکبر کریگا پس اُٹھا ریگا انکو طرف اپنی سب کو پس اسے پر جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے پس پورا دیگا ثواب انکو انکا اور زیادہ دیگا انکو فضل اپنے سے اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کرینگا پس عتاب کریگا انکو عذاب دردرسیتے والا اور نہ پاوینگے ✤

لَهُم مِّن دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

مسلمانونکا اعتقاد ہے کہ خاتم النبیین اشرف الانبیا محمد صاحب ہیں جو مکہ میں ۱۰ اپریل ۵۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپکا خاندان مشہور و معروف قبیلہ قریش سے ہے جو کہ عرب میں ایک نہایت با عیب جتھے والا خاندان تھا اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہونیکا دعویٰ کرتا تھا۔ آپکا دادا کعبہ کا محافظ تھا جو عرب کے تمام بت پرستی کا معبد اور ہاتھ کو[^1] وارث تھا۔ آپکا والد جسکا نام عبد اللہ تھا آپکے پیدا ہونے سے پیشتر فوت ہو گیا تھا۔ آپ ابھی چھ سال کے تھے کہ آپکی والدہ سر سے گذر گئی پھر آپ اپنے چچا ابو طالب کی

واسطے اپنے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور اتاری ہمنے طرف تمہاری روشنی ظاہر پس جو لوگ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور محکم پکڑا اسکو پس البتہ داخل کرے گا انکو بیچ رحمت اپنی طرف سے اور فضل کے اور راہ دکھاویگا انکو طرف اپنی راہ سیدھی فتوے پوچھتے ہیں تجھسے کہ اللہ فتوے دیتا ہے تمکو بیچ کلالہ کے اگر کوئی مرد ہلاک ہو جاوے نہیں ہو واسطے اسکے اولاد اور واسطے اسکے ہو ایک بہن پس واسطے اسکے آدھا اس چیز کا جو چھوڑ گیا اور وہ بھائی وارث ہوتا ہے اسکا اگر نہ ہو واسطے اسکے اولاد پس اگر ہوں دو بہنیں پس واسطے ان دونوں کے دو تہائی اس چیز سے جو چھوڑ گیا۔ اور اگر ہوں وہ وارث جماعت مرد اور عورتیں پس واسطے مرد کے ہیں برابر حصہ دو عورتوں کے بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے ایسا نہو گمراہ ہو جاؤ اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے ؁

[^1]: حضرت محمد صاحب کے عہد سے پیشتر خانہ کعبہ بت پرستوں کا معبد اور زیارتگاہ اور اسمیں تین سو ساٹھ بت تھے جو عربی سال کے دنوں کی تعداد کے برابر تھے۔ یہ روایت زبان زد چلی آتی تھی کہ اسکو ابراہیم اور اسمٰعیل نے تعمیر کیا تھا اور اس سے زیادہ معتبر تاریخ سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اسکی تعمیر کا زمانہ حضرت سلیمان کی تعمیر سے ۹۹۳ سال قبل تھا یعنی سن عیسوی سے دو ہزار سال پیشتر یہ عمارت آجتک موجود ہے۔ اگرچہ تمام بت اسمیں سے نکال دیئے گئے ہیں اور حقیقی خداوندی کی پرستش کا مقام قرار دیا گیا ہے۔ اس عمارت کی چھت کے نیچے اگر کی لکڑی کے ستون دیئے گئے ہیں۔ اور ان ستونوں کے درمیان چاندی کے چراغ آویزاں ہیں۔ علاوہ ازیں ایک

کفالت میں آئے۔ آپکا بدن بہت نازک تھا اور درد جسمانی سے نہایت ہی متاثر ہوتا تھا۔ اور جن دنوں سے اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں تھے جو کہ ہر طرح اُنکے ساتھ اپنے بیٹوں کی سی مدارات کیا کرتا تھا۔ اُنہی دنوں آنحضرت میں عاقل اور محقق ہونے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ تنہا بیٹھکر غور و فکر میں مشغول رہنے کے بڑے مشتاق تھے یہانتک کہ ایک دفعہ جب اُنکے ایک ساتھ کھیلنے والے نے اُنہیں کھیل میں شامل ہونے کے واسطے کہا تو آپنے جواب دیا کہ انسان ایسے فضول کھیلوں میں لگا رہنے کے لیئے نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ ان سے بڑھکر ایک بلند رتبہ کام کے واسطے بنایا گیا ہے۔ آپ میں غور و فکر کی طاقت حیرت افزا تھی۔ بڑے عالی حوصلہ تھے۔ خیالات میں پاکیزگی اور لطافت تھی۔ آپ ہر کسی کے ہر دلعزیز اور ملنسار تھے۔ بچوں سے پیار کرتے تھے خیرات میں ہمہ تن مصروف ریاضت کش میل ملاپ میں غیر متصنع۔ روایت کے موافق آپ میانہ قد کے تھے۔ اور صورت میں باوقار اور بارعب تھے۔

یہ امر بالضرور قابل تسلیم ہے کہ محمد صاحب کو معمولی حرف آموزی میں تحصیل علم بالکل نہ تھی در اصل جسکو ہم کتابی علم کہتے ہیں۔ اُس سے آپ یہانتک ناواقف تھے کہ نہ تو آپ لکھ جانتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے اور اس بات کا قرآن کی ۲۹ ویں سورہ کی اس آیت میں حوالہ دیا گیا ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ۔ جب آپکی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ غار حرا میں جو مکہ سے ایک گھنٹہ کی راہ ہے چلے گئے۔ جہاں آپ گذشتہ چند سالوں سے ہر برس جایا کرتے تھے یہاں آپ ایک ماہ کے عرصہ تک تن تنہا بیٹھے رہتے ذکر و فکر الٰہی میں اپنا وقت صرف کرتے جبکہ اس غار میں اسطرح ماہ رمضان بسر کر رہے تھے اور ستائیسویں رات میں اپنا کمل اوڑھے پڑے تھے تو ادھی رات کو دفعتہ ایک آواز سنی دوبارہ آواز آئی اور دونوں دفعہ آپنے سننے سے رُکنا چاہا لیکن اس سے پہلو تہی کب ہو سکتی تھی۔ آپکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ پر کوئی خوفناک بوجھ پڑا ہے اور گویا آپ کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ تیسری دفعہ آپنے پھر آواز

[4] زریں پرنالہ لگا ہوا ہے جس میں سے بارش کے وقت چھت کا پانی نکلتا ہے دیوار کے اوپر بیرونی جانب میں سیاہ رنگ کی ریشمی منقش چادر لٹک رہی ہے اور سنہری حاشیہ سے مزین ہے جو ہر سال بدلا جاتا ہے بڑا مشہور سیاح برکہارٹ نامی کعبہ کی موجودہ حالت کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ تمام نظارے کا اثر عجیب نادر کیونکہ زر و سیم کی کثرت چراغوں کی جگمگاہٹ اور عوام الناس کا دوزانو بیٹھا ہونا یہ ایسی چیزیں ہیں کہ وہم و گمان میں بھی انکی تصویر نہیں آسکتی ۱۲

سنی اور سننے سے اپنے کانوں کو روک نہ سکے۔ آپ کا سر ننگا ہوا اور ناقابل برداشت حجاب ورات کے
نور کے اسقدر بادل ناگاہ آپ پر آپڑے کہ آپکو غش ہوگیا۔ آپ ہوش میں آئے تو آپنے ایک فرشتہ
کو اپنے سامنے انسانی صورت میں دیکھا۔ جو آپسے اسطرح ہمکلام ہوا "یا محمد میں جبریل ہوں"
پھر فرشتہ نے ایک ریشمی کپڑا جسپر کچھ حروف لکھے تھے۔ دکھلایا۔ اور کہا "پڑھ" محمد صاحب نے جواب
میں کہا "میں تو ایک اُمّی ہوں۔ میں پڑھ نہیں جانتا۔ فرشتہ کا جواب سورہ علق میں موجود
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۝ اَنْ
رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ اَرَاَيْتَ
اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ
اللّٰهَ يَرٰى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۝ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝
فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ فرشتہ چلا گیا
اور محمد صاحب نے فوراً دیکھا کہ آپ کی عقل آسمانی نور سے منور ہوگئی ہے۔ اور کپڑے کو دیکھکر لکھے ہوئے
احکام الٰہی پڑھ لیے۔ جو بعد ازاں قرآن مجید میں بیان ہوئے جب آپ اُن حروف کو پڑھ چکے
تو آسمانی فرشتہ پھر بولا اور کہا "و یا محمد بیشک تو اللہ کا رسول ہوگا۔ جیسا کہ میں جبریل اسکا فرشتہ ہوں"
یہ کہکر فرشتہ غائب ہوگیا۔ اس روایت سے ذکر نور کے تڑکے ہی محمد صاحب اپنے گھر چلے
گئے۔ آپ کانپتے تھے اور مضطرب الحال تھے۔ اور اپنی بی بی خدیجہ کے پاس رات کا ماجرا بیان کیا
اور کہا کہ میں حیران ہوں۔ نہیں جانتا کہ آیا جو کچھ میں نے دیکھا یا سنا ہی وہ سچ ہے اور میں نبی

لہ پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے۔ پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا ہے جس نے
سکھایا ساتھ قلم کے سکھایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ ہرگز نہ یوں تحقیق آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے اس سے کہ اپنے تئیں تحقیق طرف پروردگار
تیرے کی ہے پھر جانا کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ منع کرتا ہے بندے کو جب نماز پڑھتا ہے کیا دیکھا تو نے اگر ہو اوپر ہدایت کے یا حکم
کرے ساتھ پرہیزگاری کے کیا دیکھا تو نے کہ منع کرنے والا جھٹلاتا ہے اور منہ پھیرتا ہے کیا نہ جانا اُسنے کہ اللہ دیکھتا ہے ہرگز نہ یوں
اگر باز نہ رہیگا البتہ گھسیٹیں گے ہم اسکو ساتھ بالوں پیشانی کے وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطا کار پس چاہیے کہ بلاوے مجلس اپنی
کو ہم بلاوینگے فرشتے دوزخ کے کو ہرگز نہ یوں مت کہا مان اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔ ۱۲

ہونے اور مذہب میں اصلاح کرنے کے لیے مامور ہوا ہوں۔ بلکہ یہ خواب و خیال ہے۔ یا بدحواسی ہے یا سب سے بدترین بات یہ ہے کہ کسی بھوت (روح خبیث) کا سایہ ہے۔ مگر خدیجہؓ نسوانی فطرت کی عمیق نگاہ سے تاڑ گئیں کہ واقعی کیا وقوع میں آیا تھا۔ اور وہ پکار اٹھیں "تو تو خوشخبری لاتا ہے اس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں خدیجہؓ کی جان ہے۔ کہ آج سے میں تجھے اپنی قوم کا نبی سمجھونگی۔ حاجوش ہو خداوند تعالی تجھے رسوا نہیں ہونے دیگا۔ کیا تو اپنے رشتہ داروں سے محبت نہیں کرتا آیا ہے اور اپنے ہمسایوں پر مہربان نہ تھا جو نیز سخی۔ مسافروں کا مہمان نواز۔ اپنی بات کا سچا۔ اور حق کا ہمیشہ حامی نہیں رہا ہے"

خدیجہ نے جا کر تمام ماجرا جو سنا تھا اپنے ایک رشتہ دار سمی ورقہ کے پاس بیان کیا۔ اُس نے بھی فوراً شوق سے اس معجزانہ کلام کو تسلیم کر لیا۔ ورقہ نے کہا "الحمد للہ عبد اللہ کا بیٹا سچ کہتا ہے۔ محمدؐ کے پاس ایک شریعت عظمی آویگی جسطرح موسی کے پاس آئی تھی۔ اُسے کہدو کہ وہ اپنے دل میں پختہ امید رکھے میں اُسکا حامی ہونگا"

باوجود ان تیقنات کے پھر بھی اوّل اوّل محمدؐ صاحب متزلزل اور متردد تھے۔ آپ کو معلوم تھا۔ کہ جبریل آپ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ اور وہ الفاظ جو آپ نے پڑھے تھے اب تک اُنکے دل میں منقش تھے۔ لیکن آپ کو ابتک یقین نہیں تھا کہ آپکا کام تبلیغ کرنا ہے علاوہ اسکے اسبات پر قریش کے بعض اشخاص تمسخر کرتے تھے۔

اسی طرح حالت اضطراب میں آپ اُس خنگی پہاڑ کو چلے گئے۔ اپنا لبادہ اوڑھکر بیٹھ گئے اور گذشتہ ماجرے پر غور کرنے لگے۔ آپ اسطرح پر سوچ میں پڑے ہوئے تھے۔ کہ وہی فرشتہ نمودار ہو کر کہنے لگا

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ[1] محمدؐ نے اب معلوم کیا کہ آپ اسوقت فرشتہ کے ساتھ

[1] اے گودڑی اوڑھنے والے کھڑا ہو پھر ڈرا لوگوں کو اور پروردگار اپنے کی بڑائی کر اور کپڑوں اپنوں کو پاک کر اور پلیدی کو پس چھوڑ دے اور مت دے کسی کو زیادہ لینے کو اور واسطے پروردگار اعلی کے پس صبر کر پس جب پھونکا جاویگا بیچ نرسنگے کے پس یہ اس دن دن بھاری ہے اوپر کافروں کے نہیں آسان ۱۲

خدا نے بھیجا تھا۔ بالمشافہ گفتگو کر رہی ہیں۔ اور کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی کیلیے مامور ہوگئیں۔ اور جو کچھ لوگوں کو
کہنا ہے وہ آپکو سکھایا جاویگا۔ آپ اپنے پہلے تمام خوفناک خیالوں پر غالب آکر بڑی خوشی کیساتھ بولے۔ وَالضُّحٰی
وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۝ وَ
وَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ [1] محمد صاحب گھر میں واپس تشریف لائے اور پہلے اس صداقت کو آہستہ آہستہ پھیلانا
شروع کیا۔ آپکی بی بی آپکا جوان بھتیجا علیؓ اور چند ایک قریبی رشتہ دار شروع شروع میں آپ پر ایمان
لائے۔ لیکن آپکا خاندان (قریش) آپکے دعاوی کو عموماً حقارت سے دیکھتا تھا۔ یہ امر حضرت محمدؐ
صاحب کی راستبازی کی مستحکم تصدیق ہے کہ پہلے پہل دین اسلام پر وہ لوگ ایمان لائے جو آپکے مقرب احباب یا
گھر کے آدمی تھے۔ یعنی ایسے لوگ جو آپکے ذاتی حالات سے بالکل واقف تھے۔ اور خبر اس قسم کے اختلاف
چھپے نہیں رہ سکتے۔ جو کہ ایک فریبی یا منافق آدمی کی زبانی دعاوی میں جو لوگوں کے سامنے کرتا ہے اور
اُسکے خانگی اور ذاتی افعال میں کم و بیش ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ اُسکے بعد چند سال تک آنحضرت
کی زندگی اس حالت میں گذری کہ اُنپر متواتر قولاً و فعلاً طعن و تشنیع و دل آزاری کے حملے ہوتے رہے۔
اور مصیبتیں آپکے چند پیرؤں پر بھی جو آپ پر ایمان لائے تھے پہونچیں۔ فی الواقع ایک بار آپکے مخالفوں
نے حضرت کے سامنے بہت سا زر و مال پیش کیا اور نیز سرگروہ ماننا چاہا۔ بدیں غرض کہ آپ اپنے نئے
مدعا کو ترک کریں محمد صاحب نے اُنکو وہ جواب دیا جو قرآن کی اکتالیسویں سورہ میں یوں مذکور ہے۔ [2] وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ
مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ حضرت
محمد صاحب کے مخالف معترضوں نے اُسکے جواب میں یہ کہا کہ آپ ہمکو کوئی معجزہ دکھائیں جس سے ثابت
ہو کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ مگر آپ نے اس امر سے انکار کیا اور کہا کہ میں خدا کی طرف سے امر حق پھیلانے

---

[1] قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک لیوے نہیں چھوڑ دیا تجھکو رب تیرے نے اور نہ ناخوش رکھا اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے اور البتہ شتاب دیویگا تجھکو پروردگار تیرا پس راضی ہوگا کیا نہیں پایا تجھکو یتیم پس جگہہ دی اور پایا تجھکو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی اور پایا تجھکو فقیر پس غنی کیا پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے پس بیان کر ١٢

[2] اور اگر چوکے تجھکو شیطان کی طرف سے کوئی چوک دینے والا پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے تحقیق وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ١٢

کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔ نہ کہ معجزہ دکھانیکے لیے۔ اور اسی وقت اپنے معترضوں سے یہ کہا۔ کہ تم کوئی ایسی تصنیف دکھاؤ جو فصاحت و بلاغت میں قرآن کی ایک سورہ کی بھی برابری کر سکے۔

درحقیقت اس بات کا ثبوت کبھی بھی نہیں دیا گیا کہ حضرت محمد صاحب نے اپنے عقاید کو رواج دینے یا دعوے رسالت کو قایم کرنے کیواسطے کسیوقت بھی کبھی فریب یا جھوٹے معجزات کی طرف میلان کیا ہو۔ بلکہ برعکس اسکے معمولی سمجھ اور فصاحت پر بھروسا کیا۔ خداوند قدیر کی وحی سے جسپر آپکو باطنی تیقن تھا مدد حاصل کرکر اپنے کام کو جاری رکھا۔ حالانکہ آپکی سخت و رسہ کی مخالفت ہوئی جو جاہل و خبطی لوگونکیطرف سے اُنکی ترقی کو روکنے کیواسطے کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت محمد بدستور مکہ میں بار بار خلق اللہ کو تلقین کرتے رہے آپکے معتقدونکی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی تھی۔ آپکی دلپسند جگہیں تلقین کرنے کے واسطے صفا اور قبیس کی پہاڑیاں تھیں۔ جو دونوں شہر کے متصل واقع تھیں۔ آخرالامر آپکے مخالفین خفگی میں آگئے۔ اور اکراہ و اجبار سے انہیں بند کرنے کی کوشش کی جب مخالفت بڑے زور شور میں تھی محمد کی عبادت جوش میں آئی۔ آپکے چچا نے بہیترا چاہا کہ آپ اس بات کو طول نہ دیں اور محمد کو بہتیری ترغیبیں اور تحریکیں بھی دیں لیکن آپ اپنی بات پر قایم رہے۔ آپنے جواب میں کہا کہ "اگر تم سورج کو میرے دہنے ہاتھ پر اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھدو گے جب بھی میں اس کار عظیم کو نہیں چھوڑونگا۔"

مکہ میں محمد اور آپکے اصحاب پر اذیتیں اور سختیاں بڑھ گئیں اور آخرکار پیغمبر صاحب نے اپنے اصحاب کو صلاح دی کہ بچاؤ کیلیے مدینہ کی طرف ہجرت کر جاؤ جہاں کچھ نو مسلم رہتے تھے۔ بہت سے مسلمانوں نے اس صلاح کو قبول کیا اور مکہ چھوڑ گئے لیکن محمد پھر بھی پیچھے تبلیغ کرتے رہے۔ اور لوگونکو توحید الٰہی کا مسئلہ سناتے رہے۔ آخرکار آپکے دشمنوں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں۔ لیکن آپکے مکان تک پہونچنے سے پیشتر ہی آپکو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ آیندہ کیا خطرہ پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ آپ ابوبکرؓ کے مکان پر چلے گئے۔ اور اسی وقت ہجرت کرنیکیلیے بندوبست کرلیا گروہ قاتلین محمد کے مکان پر پہنچا۔ اور دروازہ کے ایک سوراخ میں سے جھانک کر اپنے زعم میں معلوم کیا۔ کہ پیغمبر صاحب اپنا سبز لبادہ اوڑھے ہوئے سوئے پڑے ہیں۔ اُنہوں نے کچھ دیر انتظاری کی اور آپس میں مشورت کرنے لگے کہ آیا اُنپر سوتے میں جا پڑیں یا جب وہ باہر نکلیں

آخر اُنہوں نے دروازہ کھول ہی دیا۔ اور سب کے سب چارپائی کیطرف کو دوڑے۔ سونے والا چونک اُٹھا۔ لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ بجائے محمدؐ صاحب کے علیؓ اُنکے سامنے کھڑے ہیں۔ حیران و ششدر رہکر اُنہوں نے پوچھا "محمدؐ کہاں ہے" علیؓ نے تندی کیساتھ جواب دیا "میں کیا جانوں۔ میں اُسکا کوئی رکھوالا نہیں ہوں"۔ یہ کہکر علیؓ آگے بڑھ گئے۔ اُن لوگوں کو جرات نہ پڑی کہ علیؓ کو اذیت پہنچاتے۔

اس اثنا میں چونکہ رات کالی تھی پیغمبر صاحب اور ابوبکر نے مکہ کو چھوڑدیا اور دامن کوہ حرا میں ایک غار میں چھپ گئے۔ ابھی غار میں گھسے ہی تھے۔ کہ دور سے تعاقب کی آوازیں اُنکے کانوں میں آنے لگیں۔ ابوبکر اگرچہ دلیر اور بہادر تھے مگر اسوقت خوف کھا گئے۔ کہ مبادا آپکا مسکن دشمنوں کو معلوم ہوجائے۔ اور کہنے لگے ہمارے متعاقبین بہت ہیں اور ہم صرف دو ہیں۔ محمدؐ نے جواب دیا "نہیں ہم تین ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور وہ ہماری حمایت کریگا"۔ یہ مہاجر تین روز تک غار حرا میں چھپے رہے۔ چوتھے روز محمدؐ صاحب مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جب وہاں پہونچے تو آپکا استقبال وہاں کے باشندوں نے اُس ظفرمند کی طرح کیا جو فتحمندی کے ساتھ وطن میں آتا ہے۔ نہ اُس جلاوطن فراری کی طرح جو جائے پناہ ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت محمدؐ صاحب کوبہ میں ٹھہرے رہے۔ تاکہ آپکو پورا پورا اطمینان اس بارہ میں ہوجائے۔ کہ آپکا مدینہ میں قیام کرنا وہاں کے باشندوں کو گوارا ہوگا۔ جب آپکو اس بات کا اطمینان ہوگیا۔ تو آپنے ارادہ کیا کہ آئندہ جمعہ کو وہاں سے اُٹھ چلیں۔ اس اثنا میں آپکے وفادار حضرت علیؓ آپکے ہمراہ ہوگئے تھے۔ علی الصباح پیغمبر صاحب اپنے پیارے اونٹ پر سوار ہوئے اور ابوبکر بھی اُنکے ساتھ پیچھے بیٹھ گئے۔ معتقدوں کا ایک بڑا اژدحام آپکے گرد گرد تھا۔ اور ایک زبردست سردار ستر سواروں کی سرگردگی سے آپکا محافظ خاص بنا۔ وفاداروں میں سے باقیوں نے نوبت بہ نوبت کھجور کے پتوں کا ایک شامیانہ آپکے سر پر لگائے رکھا ایک پرجوش پیرو نے اپنے سبز عمامہ کو کھولکر اپنے نیزے کے سر پر باندھا اور علم کی بجائے اُسکو اُٹھاکر آگے آگے چلا۔ (مسلمانوں کے علم کا رنگ اسی وجہ سے سبز ہے۔) یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ تمام مسلمان مورخین محمدؐ کی ہجرت کی تاریخ سے جو مدینہ کی طرف تھی سالوں کا حساب لگاتے ہیں۔ البتہ یہ عیسائیوں کے موافق ہے جو ولادت مسیح کی روایتی تاریخ سے اپنا سن[1] گنتے ہیں۔ وفات سے دو روز پیشتر آخری وقعہ

سلہ بر صفحہ ۲۸

کے لیے مسجد میں گئے - اور وہاں نمازیوں کے گروہ کے سامنے آپنے علانیہ طور پر کہا کہ "کیا میں نے کسی فرد
و بشر کو آزار دیا ہے -؟ اگر دیا ہے تو میری پشت پر دُرّے لگاؤ" کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر آپنے کہا "
کیا میں نے کسی شخص کا کچھ دینا ہے -؟" ایک شخص بولا "ہاں میرے تین درہم دینے ہیں" جو کہ آپنے فلاں موقعہ
پر قرض لیے تھے -" محمد صاحب نے حکم دیا کہ وہ ادا کیے جائیں اور فرمایا کہ قیامت کے دن شرمندہ ہونے
سے اسوقت شرمندہ ہونا اچھا ہے - اس چھوٹے سے رسالہ میں گنجایش نہیں ہے - کہ ہم محمد صاحب کی زندگی
اور آپکے کارنمایاں کے اس بیان کو اور بڑھاویں - اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ پہلی چھوٹی سی جماعت ہزاروں لاکھوں
تک پہنچگئی حتے کہ عرب کا تمام ملک ایک حقیقی خدا کی پرستش میں مشغول ہوگیا - پیغمبر صاحب نے معلوم کرلیا کہ
اب میری حیات ختم ہونے کو ہے - اور آپنے اپنی بقیہ عمر حمد و صلوٰۃ میں گذاری - آخرکار آپکی رحلت الی السّماء کا
وقت آن پہنچا - آپنے اپنی چارپائی پر آہ بھری اور کہا "یا اللہ جانکنی کے وقت میری مدد کر - اور اپنے
بندہ کے نزدیک آ" آپ کی بی بی آپکے پاس دعا مانگ رہی تھی اور جب وہ دعا مانگتی تھی تو پیغمبر صاحب اپنے
ہونٹوں میں کہتے تھے - خدایا اپنے بندہ کے گناہ معاف کریو - اور اسکو اپنے پاس بلا لیجیو . . . . . .
فردوس میں ہمیشگی . . . . معاف . . . . . . ہاں . . . . مبارک لولونگی رفاقت جو آسمان
پر ہیں . . . . . . اور اسطرح ایک قالین پر پڑے ہوئے جو فرش پر بچھا تھا آپنے چپ چاپ جان دیدی پیغمبر
صاحب کی روح خدا کے پاس چلی گئی - یہ واقعہ ۸ جون ۶۳۲ سنہ کو بروز دوشنبہ مطابق ۱۰ سنہ ہجری کے ہوا اسطرح
پر تمام دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی شخص جو نبی اور مقنن اور شاعر اور ایک مذہب اور ایک بڑی بھاری
سلطنت کا بانی تھا رحلت کرگیا -

حضرت محمد صاحب کی طرز معاشرت پر بہت سے عیسائی مورخوں نے لکھا ہے اور انکی اکثر تصنیفات ایسے
تعصب و حسد سے ملوث ہیں جنکا "حلیم اور سراز انکسار یسوع مسیح" کی پیروی کا دم بھرنے والوں میں پایا جانا
ایک افسوسناک امر ہے - مگر زمانہ حال کے بعض مصنفوں نے اسبات کو سمجھا ہے - کہ کسی مضمون پر بحث کرنے کے
معنے الزام لگا دینا نہیں ہوتے اور انہوں نے پیغمبر صاحب کی بہت سی خوبیوں اور انکے کام کی عظمت کو تسلیم کیا ہے

یہ لفظ پوئٹ کا ترجمہ ہے اور اسکا مفہوم اس موقع پر عالی خیال اور فصیح آدمی لیا گیا ہے - ۱۲ ہجرت کو
سن اسلام کا پہلا سال خلیفہ عمر رض نے پیغمبر صاحب کی وفات کے چند سال بعد مقرر کیا - عربی سال پہلے بھی قمری تھا
اور اب بھی قمری ہے - اور ماہ محرم کے غرہ سے شروع ہوتا ہے ۱۲

مسٹر طبان ڈیون پورٹ اس مضمون پر اپنی نہایت عمدہ کتاب میں جسکا نام تائید محمد و القرآن ہے جسب
تفصیل ذیل تحریر کرتا ہے ۔حضرت محمد صاحب کی اصلی طریق معاشرت کی نسبت معتبر تاریخی ماخذوں سے
جسقدر زیادہ واقفیت حاصل کیجائیگی ۔اسیقدر زیادہ اُن زبردست اور ملامت آمیز الفاظ کی تصدیق
میں دلایل کمزور ہوتے جائینگے ۔جوکہ مبر بکیبی ۔ پرائڈو ۔ زمانہ حال کے فرڈرک شلجل اور دیگر مصنفوں نے
اُنکے بارہ میں لکھے ہیں ۔ٹامس کارلائل نے جو رائے پیغمبر صاحب کی نسبت اختیار کی وہ ایسی اصلی مناسب اور
دلچسپ ہے ۔کہ میں اُسکو درج کرنے سے رک نہیں سکتا ۔ وھوھذا ۔ اُس عمیق القلب جنگل کے رہنے
والے سیاہ چمکیلی آنکھوں والے ۔ صاف دل ملنسار ۔ اور حقایق شناس شخص میں اور خیالات تھے ۔لیکن تحکم
اور شہرت حاصل کرنیکی بلند خواہش ہرگز نہ تھی ۔ وہ خاموش رہنے والا اور عالی دل تھا ۔اُن لوگوں میں سے تھا جو
فطرتاً سنجیدہ ہوتے ہیں ۔اور جنکو خود قدرت نے راستباز ہونے کیواسطے مقرر کیا ہے ۔جسطرح اور آدمیوں کا عموماً
شیوہ ہے ۔کہ ضوابط اور اقوال سماعی پر چلتے ہیں ۔ اور انہیں قانع ہو کر عمل کرتے ہیں ۔اُسی طرح یہ آدمی اپنے
آپ کو ضوابطہ کا پابند نہ کرے ۔ وہ تنہا بیٹھکر اپنے پورے دل اور روح کی طاقت کیساتھ حقایق اشیا
کو سوچا کرتا اُسپر اپنے عالم وجود میں آنے کا راز جسمیں خطر سے بھی تھے ۔اور شان و شوکت بھی تھی روشن ہو گیا
لوگوں کے منہ کی باتیں اُس ناقابل بیان حقیقت کو چھپا نہ سکیں جسکا مطلب تھا کہ "میں یہاں ہوں" حقیقت میں
اسقسم کی راستبازی من جانب اللہ ہوتی ہے ۔ایسے شخص کے الفاظ بلاواسطہ قدرت کے
اپنے دل سے نکلی ہوئی آواز ہوتی ہے ۔اسقسم کے الفاظ کو لوگ سنتے ہیں اور سننا چاہیے ۔ اگر اسکو نہیں سنتے
تو پھر اور کسی چیز کو بھی سننا نہ چاہیے ۔اسکے مقابلہ میں اور سب کچھ ہیچ ہے ۔ زیارتیں کرتے وقت اور ملک میں
پھرتے وقت مدت سے اس شخص کے دل میں ہزارہا خیالات تھے ۔چنانچہ اس قسم کے سوالات اُسکے دل میں اُٹھتے تھے
کہ میں کیا ہوں ؟ یہ بے انتہا چیز جسمیں میں رہتا ہوں اور جسکو لوگ دنیا کہتے ہیں کیا ہے ؟ زندگی کیا ہے موت کیا
ہے ! مجھکو کس بات پر یقین کرنا چاہیے ؟ مجھے کیا کرنا چاہیے ؟" کوہ سینا کی ہیبت چٹانیں اور سخت ریگستانی عالم تنہائی
اسکا جواب نہ دے سکے ۔ آسمان عظیم نے بھی جوکہ نیلگون آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے والے ستاروں کے ساتھ ہمارے سر پر
گھومتا پھرتا ہے ۔ اسکا جواب نہ دیا کوئی بھی کسیطرف سے جواب نہ آیا کیونکہ اس شخص کی اپنی روح اور اُس الہام
جو من جانب اللہ تھا اسکا جواب دینا تھا ۔

اب ہم مختصر طور پر اسلام کے مسائل جنکا پہلے کچھ ذکر نہیں ہوا ہے - بیان کرتے ہیں -
ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ اصل اصول اسلام صرف ایک ہی خدائے یگانہ پر ایمان لانا اور تمام قسم کی بت پرستی سے بچنا ہے - نیز ہم نے چھ بڑے بڑے الوالعزم نبیوں کا ذکر کیا ہے - انکے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے انبیا ہیں مثلاً داؤد ؑ عزیر ؑ الیسع ؑ صالح ؑ ذو الکفل ؑ اور انکے علاوہ بہت سے +
باقی ابتدائی مسائل یہ ہیں - خدا کے پاک فرشتوں یا ارواح موکل کو ماننا - ان فرشتوں کے مختلف مدارج اور فرائض ہیں - اور مختلف طور پر عنایاتِ الٰہی کے مورد ہیں بعض ملائکہ عرش کے ارد گرد عبادت کرتے ہیں بعض ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی حمد سرائی کرتے ہیں بعض ہردار ملائکہ ہیں - جو احکام الٰہی کو نافذ کرتے ہیں - اور بعض فرشتے انسانوں کی شفاعت کرتے ہیں - اس آسمانی گروہ میں سب سے زیادہ ممتاز چار بڑے فرشتے ہیں جبرائیل ملک الوحی جو احکام و تقادیر ربانی کو لکھتا ہے - میکائیل شجاع - جو دین کی لڑائیاں لڑتا ہے عزرائیل ملک الموت - اور اسرافیل جو اس ہیبت ناک حکم کے انتظار میں ہے کہ یوم القیامۃ کو صور پھونکے - چھوٹے درجے کے ملائکہ کی ایک قسم معقبات کے نام سے موسوم ہے - انمیں سے دو دو ہر ایک انسان کے اعمال کو دیکھتے رہتے ہیں - ایک داہنے ہاتھ دوسرا بائیں ہاتھ ہوتا ہے - جو ہر ایک فعل و قول کو لکھتے جاتے ہیں - ہر روز کے اخیر میں وہ آسمان پر اپنی رپورٹ لیکر چڑھتے ہیں - اور دوسرے روز پھر دو اور فرشتے اسی قبیل کے انکی جگہ آجاتے ہیں مسلمانوں کی روایت کے موافق ہر ایک نیک کام کو داہنے ہاتھ والا فرشتہ دس گنا لکھتا ہے - اور اگر وہ انسان کوئی گناہ کرے تو وہی مہربان فرشتہ بائیں ہاتھ والے فرشتہ کو کہتا ہے - ۷ گھنٹے تک لکھنے سے ابھی رُکے رہو شاید کہ وہ توبہ کرے اور دعا مانگ کے معافی حاصل کرے -
دوسری بات جسپر ایمان لانا ہے وہ کتب مقدسہ الہام ربانی ہیں - اور بالخصوص وہ سب سے پچھلی کتاب جو قرآن کے نام سے مشہور ہے - لفظ قرآن کا مادہ لفظ قرا بمعنے خواندن ہے - اور عربی زبان میں لغوی ترجمہ اس لفظ کا پڑھائی ہے - یا یوں کہو کہ "وہ چیز جو پڑھی جانی چاہیے" - قرآن ایک سو چودہ ۱۱۴ بڑے بڑے حصوں میں جنکی مقدار میں مساوات نہیں ہے تقسیم کیا ہوا ہے - ان حصوں کا نام سورہ یا سورتیں ہے جو ابواب کا کام دیتی ہیں پھر ہر ایک سورۃ کئی چھوٹے چھوٹے حصوں یا آیتوں میں منقسم ہے اور ان آیتوں کی مقدار میں بھی مساوات نہیں ہے - ہر ایک سورۃ ایک خاص نام یا لقب سے موسوم ہوتی ہے - کبھی تو یہ نام کسی

خاص امر مذکورہ سورہ کے سبب سے یا کسی خاص شخص مذکورہ سورۃ کے باعث سے لیا جاتا ہے لیکن عموماً اس حاوی لفظ سے جو سورۃ میں سب سے پہلے واقع ہو نام کے بعد ہر ایک سورۃ کے سرے پر بجز سورۃ نہم کے یہ پاک کلمات جو بسم اللہ کے نام سے موسوم ہیں لکھے جاتے ہیں وہ کلمات یہ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام دنیا اسبات کو تسلیم کرتی ہے کہ قرآن اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت لسانی اور پاکیزہ و شستہ زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور مسلم طور پر عربی زبان کی محک گردانا گیا ہے۔ عبارت علی العموم خوبصورت اور فصیح ہے علی الخصوص جہاں پیغمبرانہ رسولانہ طرز اختیار کرتا ہے۔ اس کتاب کے ایک ثلث حصہ میں خدا کی قدرت پر شہادت دینے والے تاریخی واقعات کا ذکر ہے۔ نیز ان کاموں کا جو اسکے رسولوں نے پہلے زمانوں میں کیئے تھے باقی حصہ میں ضروری ضروری قوانین اور ہدایات اخلاقی اور زبانی نیکیاں حاصل کرنے کیلئے۔ متواتر نصیحتیں بھری پڑی ہیں۔ سب سے بڑھکر یہ بات ہے۔ کہ ایک حقیقی خدا کی تعظیم و عبادت کرنا اور اسی کی رضا میں تسلیم جھکانا

قطع نظر اس امر کے کہ قرآن کی الہامی کلام ہونے کا دعوے کیا گیا ہے۔ اگر علم ادب کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو یہ کتاب مشرق کی فصاحت و بلاغت میں سب سے بڑھکر ہے۔ اس کتاب کا بڑا حصہ مقفیٰ و مسجع نثر میں ہے اور وہ نثر اس مذاق کے مطابق ہے جو کہ مدتوں سے مشرق میں پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب حسن بیانات اور بڑے بڑے تشبیہات سے بھری پڑی ہے۔ امرسن اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر قرآن کا بیان عزت کے ساتھ کرتا ہے۔ اور گرٹی کی رائے ہے کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ جسکے اشکال کے سبب سے پڑھنے والا پہلے پہل اس سے جی چراتا ہے بعد میں اسکی خوبیاں پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اور آخرکار اسکی عمدگیوں میں بالکل محو ہو جاتا ہے" اور کارلائل کہتا ہے "جب ایک دفعہ تم اگر قرآن میں سے اچھی طرح گذر جاؤ تو اسکا ضروری اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور اس اثر میں ایک ایسی خوبی پائی جاتی ہے جو علم ادب سے بالکل علیحدہ ہے۔ جو کتاب دل سے نکلتی ہے وہ دلوں میں جگہ لینے کی کوشش کرتی ہے۔ دوسرے تمام فنون اور مصنفوں کی تصنیفیں اسکے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ آدمی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی وصف یہ ہے کہ اسمیں کسی قسم کا باہر سے ملاپ نہیں ہوا۔ یعنے یہ دیانتدار اور راستباز کتاب ہے۔ ہر ایک پہلو سے راستبازی مجھے قرآن کی خوبی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یہی خوبی سب سے پہلی اور سب سے بڑی خوبی ہے۔ اور سب قسم کی خوبیاں اسی سے پیدا ہو سکتی ہیں بلکہ اصل میں یہی ایک ایسی خوبی ہے جس سے ہر ایک قسم کی خوبی نکل سکتی ہے"

سر ولیم میور اس پاک کتاب کی بابت یوں ذکر کرتا ہے "قرآن قدرت اور خدا کے متعلق دلائل سے

بھرا ہوا ہے۔ اسکا منشا یہ ہے کہ خدا کے برتر حاکم ہونے کا ثبوت دے۔ اور انسان کی اطاعت اور شکر گذاری کا
مستحق صرف خدا ہی کو ثابت کرے۔ دوسرے جہان میں نیکی کی جزا اور بدی کی سزا کا ملنا۔ امر معروف اور
نہی منکر کی پابندی۔ خالق کی عبادت اور اطاعت میں مخلوق کا فرض اور مسرت اور اسی قبیل کے اور
مضامین کو ایک خوبصورت اور زبردست زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اکثر مقامات ایسی فصیح و بلیغ زبان سے
بھرے پڑے ہیں جسکو اہل نظم کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ بہت سے زبردست دلائل سے حشر و نشر کی معقولیت ثابت ہے انکو
ثابت کیا ہے۔ اور خصوصاً اس مثال کے ساتھ جو جنوبی ملکوں میں فی الواقع تعجب انگیز ہے یعنی خشک اور مردہ زمین کا آسمان
سے بافراط بارش ہونے پر ناگہان سرسبز ہو جانا۔" اور واشنگٹن ارونگ اسی کتاب کی بابت کہتا ہے۔ "قرآن
میں صفا۔ افضل اور عمدہ مسائل موجود ہیں۔" قرآن کے احکام اخلاقی اور مذہبی فرائض تک ہی محدود نہیں
ہیں۔ گبن کہتا ہے۔ "بحر اوقیانوس سے لیکر دریائے گنگا تک قرآن مجموعہ قوانین کا مصدر ہے۔ اسمیں صرف الہیات
کے قوانین نہیں ہیں۔ بلکہ دیوانی اور فوجداری انتظام بھی درج ہیں۔ اور یہ سب قوانین ہیں جنکے مطابق انسان کی جائداد
اور افعال کا تصفیہ ہوتا ہے۔ خدا کی مرضی کی ناقابل تبدیل منظوری سے جاری ہوئے ہیں۔" اسکا مطلب یہ ہے
کہ قرآن شریف اسلامی دنیا کا ایک عام مجموعہ قوانین ہے۔ یعنی تمدن و معاشرت دیوانی۔ تجارت جنگ نظام
ملکی۔ فوجداری۔ اور تعزیرات کا مجموعہ قوانین ہے۔ اور باینہمہ مذہبی ہے۔ ہر ایک چیز اسکے مطابق جاری ہوتی ہے
یعنی مذہبی رسوم سے لیکر روزمرہ کی رسوم تک روح کی نجات سے لیکر جسمانی صحت تک۔ عام جماعت سے
لیکر فرداً فرداً ہر ایک شخص کے حقوق تک۔ ایک آدمی کے فوائد سے لیکر جماعت کے فوائد تک۔ اخلاق سے
لیکر گناہ تک۔ اس جہان کی سزا سے لیکر دوسرے جہان کی سزا تک۔ الغرض قرآن شریف کو عیسائیوں
کی انجیل سے ایک بُعد بعید ہے۔ چنانچہ انجیل کی بابت کاسب لکھتا ہے "کہ اسمیں الہیات کا کوئی سلسلہ نہیں
ہے۔ بلکہ عموماً کہانیاں۔ بیانات۔ مانند خیال الفاظی پرجوش عقیدے۔ اور بڑی بھاری اخلاقی تعلیم اس طور
پر ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیے گئے ہیں۔ کہ انمیں کوئی قابل وقعت عقلی تعلق نظر نہیں آتا۔" محمد
صاحب کو اُس خطرہ کا جو مذہبی حکومتوں کے ذریعہ سے قانونی ریاستوں میں عائد ہوتے ہیں۔ اور نیز ان ہی کے
ذریعہ سے باقی حکومتوں کے تباہ ہو جانے کا ایسا یقین تھا۔ کہ انہوں نے اس قسم کی حکومت کا جاری ہونا
بالکل ناپسند کیا۔ اور یہ خواہش ظاہر کی کہ ہر ایک مسلمان کو قرآن شریف کا ایک نسخہ اپنے پاس رکھکر

اپنا امام آپ ہونا چاہیے ۔ +

الغرض اسلام میں کوئی سلطنت کلیسا نہیں ہے ۔ قانون کے عالم مذہب کے عالم ہیں ۔ کیونکہ قانون قرآن ہے ۔ لیکن انکی پرورش آمدنیوں کے دسویں حصوں اور گرجا کی جائداد سے نہیں ہوتی ۔ (جیسا کہ عیسائیوں میں دستور ہے) انکے فرائض صرف مذہبی فرائض ہی نہیں ہوتے ۔ بلکہ ملکی فرائض ہوتے ہیں ۳+

کچھ حاجت نہیں ۔ کہ ہم مسلمانوں کے اعتقاد جو انکو حشر و یوم الفصل ۔ فردوس ۔ جزا و سزا ۔ اور مسئلہ تقدیر پر ہے بیان کریں ۔ کیونکہ ہر ایک شخص جو معمولی مسیحی الہیات سے واقف ہے ان الفاظ کے معنے بخوبی سمجھ سکتا ہے

سخاوت کا حکم تمام سچے مسلمانوں کو بڑے زور کے ساتھ دیا گیا ہے ۔ چنانچہ قرآن کی ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے سلہ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ پھر اس آیہ میں سلہ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۗءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ زکوٰۃ کا بالخصوص حکم ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ نیچے کی دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ سلہ يَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ دوسری آیت سلہ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِ

سلہ اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اسکے کسی چیز کو اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور ساتھ قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور ہمسایہ قرابت والے کے اور ہمسایہ اجنبی کے اور صحبت رکھنے والے کو کروٹ پر اور مسافر پر اور جنکے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے تکبر کرنیوالا اترانے والا ۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں ۔ لوگوں کو ساتھ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں وہ چیز کہ دی ہے انکو اللہ نے فضل اپنے سے اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے کافروں کے عذاب ذلیل کرنیوالا اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے دکھلانے کو لوگوں کے ۱۲ سلہ اور کھلاتے ہیں کھانا ۔ اور محبت اسکی کے فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو سوا اسکے نہیں کہ کھلاتے ہیں ہم تمکو واسطے رضامندی اللہ کے نہیں چاہتے ہم تمسے بدلا اور نہ شکر کرنا ۱۲ سلہ اور سوال کرتے ہیں تجکو کیا خرچ کریں کہہ جو زیادہ حاجت سے ۱۲ سلہ وہ جو دیتا ہے مال اپنا پاک ہونے کو اور نہیں واسطے کسی کے نزدیک اسکی نعمت سے کہ بدلا دیا جاوے مگر چاہنی رضامندی پروردگار اپنے کی

الاعلیٰ ۝ ولسوف یرضیٰ ۝ قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ہے ۔ بدزبانی کو بھی
مذموم کہا گیا ہے ۔ لا یحب اللہ الجہر بالسوء دوسری آیت یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا
کثیراً من الظن ز ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ۔ لالچ
سے بھی منع کیا گیا ہے ولا تتمنوا ما فضل اللہ بعضکم علیٰ بعض عورتوں کی عزت کرنے کا
حکم ہے ۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا شراب خوری
اور قمار بازی کی سخت ممانعت کی ہے ۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر
دوسری آیت یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس
من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع
بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ و
عن الصلوٰۃ فہل انتم منتہون ۝ قرآن شریف شہوت پرستی اور ہر ایک قسم کے اسراف سے
منع کرتا ہے (سورہ ۴ ۔ ۷) سود سے (سورہ ۲) لالچ اور غرور سے (سورہ ۴ ۔ ۱۷ ۔ ۱۸) حرص سے
(سورہ ۴ ۔ ۳۳) منافق پن سے (سورہ ۴ ۔ ۱۴۳) اور دنیاوی مال و متاع کے طمع سے ۔ (سورہ
۱۰۰ ۔ ۱۰۲) منجملہ اُن چیزوں کے جو اخوت و محبت کے نتیجے اصول پر شہادت دیتی ہیں قرآن میں یہ بھی ایک
آیت ہے ۔ اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین ۝ وزنوا بالقسطاس المستقیم ۝ ولا
تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝ یتامیٰ کے بارہ میں آیات ہیں

بلندی کی ۔ اور البتہ شتابی راضی ہوگا ۔ ۱۲ ف نہیں دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بری بات کو ۱۲ ف اے لوگو جو ایمان لائے
ہو بچو بہت سارے گمانوں سے تحقیق بعضے گمان گناہ ہے ۔ اور مت جاسوسی کرو اور غیبت کریں بعضے تمہارے بعض
کی ۔ ف اور مت آرزو کرو اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے اللہ نے ساتھ اُسکے بعض تمہارے کو ۱۲ ف اور ڈرو اللہ
سے جسکے نام سے مانگتے ہو آپس میں اور ڈرو قرابت سے تحقیق اللہ ہے اوپر تمہارے نگہبان ۱۲ ف سوال کرتے ہیں
تجھکو شراب سے اور جوئے سے کہہ بیچ ان دونوں کے گناہ ہے بڑا ۔ ۱۲ ف اے لوگو جو ایمان لائے ہو سوا اسکے
نہیں کہ شراب اور جوا اور تھان بتوں کے اور تیر فال کے ناپاک ہیں کام شیطان کے سے پس بچو آپس سے تو کہ تم
فلاح پاؤ سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ ڈالے درمیان تمہارے عداوت اور بغض بیچ شراب کے
اور جوئے کی اور بند کرے تمکو یاد خدا کی سے اور نماز سے پس کیا ہو تم باز رہنے والے ۱۲ ف پورا کرو پیمانہ کو اور مت ہو نقصان دینے
والوں سے اور تولو ساتھ ترازو سیدھے کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں انکی اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے ۱۲

وَآتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ٥ دوسری آیت فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ٥ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ٥ قرآن شریف معمولی رسم ورواج کے مخالف ہے۔ اور بتاتا ہے کہ فقط دل کی صداقت اور نیک اعمال سے آدمی سچا مسلمان ہو سکتا ہے۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥۔

مفصلہ ذیل حسنات کا حکم بھی آیا ہے۔ فرزندانہ صداقت۔ خدا کی شکرگذاری۔ ایفائے وعدہ۔ صداقت سب کے ساتھ یکساں الطاف۔ الفاظ میں بھی پاکیزگی اور شرافت۔ گرفتاروں کو روپیہ دیکر آزاد کرانا۔ صبر رضا۔ بخشش۔ اگر کسی نے ضرر پہنچایا ہو تو معاف کر دینا۔ بدی کی بجائے نیکی کرنا۔ اور نیکی کی راہ پر چلنا نہ اس خیال سے کہ لوگ تعریف کریں۔ بلکہ اس لیے کہ خدا کو پسند ہے۔ منجملہ اُن باتوں کے جنکی قرآن میں ممانعت ہے یہ ہیں۔ غلاموں پر بیجا سختی۔ خودکشی۔ اسراف۔ حلم وبردباری کا حکم سب سے مقدم ہے۔ موت تک توبہ کو ملتوی کرنا مذموم ہے۔

تمام مسلمان نماز کو سچے مذہب کا ایک نہایت ہی ضروری لازمہ سمجھتے ہیں۔ اور آنحضرت اس فرض کو

۱؎ اور دو یتیموں کو مال اُنکے اور مت بدلو ناپاک کو بدلے پاک کے اور مت کھاؤ مال اُنکے ملا کر طرف مال اپنے کی تحقیق یہ ہے گناہ بڑا ۱۲ ۲؎ سو یتیم پر نہ سختی کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ ۱۲ ۳؎ نہیں بھلائی یہ کہ پھیر دو تم منہ اپنے کو طرف مشرق کے۔ اور مغرب کے۔ ولیکن بھلائی اُسکو ہے جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے۔ اور دن پچھلے کے اور فرشتوں کے اور اللہ کی کتاب کے۔ اور پیغمبروں کے اور دیا مال اوپر محبت اُسکی کے قرابت والوں کو اور یتیموں کو اور فقیروں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو۔ اور چھڑانے گردن کے اور قایم کیا نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو اور پورا کرنے والے ساتھ عہد اپنے کے جب عہد کریں۔ اور صبر کرنے والے بیچ سختی کے اور بیماری کے اور وقت لڑائی کے یہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور یہ لوگ وہی ہیں پرہیزگار ۱۲

ایسا لازمی خیال کرتے تھے۔ کہ انہوں نے اسکا نام رکن مذہب و کلید فردوس رکھا ہوا تھا۔ حقیقت میں پیغمبر صاحب کا خیال صاف صاف وہی تھا۔ جو کہ جیمس منٹگمری نے ظاہر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے "نماز خواہ آواز سے پڑھی جائے خواہ دل میں روح کی ایک سچی خواہش ہے۔ ایک پوشیدہ آگ کی یہ حرکت ہے جو کہ آدمی کے سینہ میں پیدا ہوتی ہے" ✦

لکھا ہے کہ سنہ ۹ ہجری میں جب اہل ثقیف نے پیغمبر صاحب کی اطاعت قبول کی تو جب اُنکو اُنکا دل پسند بت رکھنے سے منع کیا گیا تو اُنہوں نے عرض کی کہ کم سے کم ہمکو مقررشدہ نمازیں ادا کرنے سے معافی ہو جائے۔ محمد صاحب نے اُنکی درخواست کو نامنظور کیا اور کہا کہ "جس مذہب میں نمازیں نہیں اُسمیں کچھ فایدہ نہیں" ✦

قرآن شریف میں بہت سے آیات ہیں جنسے سچے مسلمانوں پر نماز فرض ہو چکی ہے مفصلہ ذیل آیات نمونہ کے طور پر بیان کی جاتی ہیں "جو کچھ قرآن کا تیرے الہام ہوا ہے۔ اُسکو پڑھو۔ اور نمازیں اقامت کرو۔ کیونکہ نماز پلیدیوں اور بدیوں سے باز رکھتی ہے۔ اور بیشک خدا کو یاد کرنا ایک بڑا فرض ہے" "تحقیق وہ لوگ جو کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں۔ نمازیں ادا کرتے ہیں اور ظاہر و پوشیدہ زکوۃ دیتے ہیں۔ اُس چیز سے جو کچھ ہمنے اُنکو دے رکھا ہے۔ اُنکو ایک ایسے سودے کی امید رکھنی چاہیے جو کبھی ضایع نہوگا" "اپنے کنبے سے نماز ادا کروا اور آپ بھی اسمیں استقامت کرو" "اسواسطے خدا کی ستایش کرو جب شام ہو۔ اور جب تم صبح کو اُٹھو اور آسمانوں میں اور زمین پر اُسی کی حمد ہو اور شام کے وقت اور جب تم دوپہر کو آرام کرو"

ایک فاضل مصنف کہتا ہے "مسلمانوں کی نمازمیں اول درجہ کی سنجیدگی اور تہذیب پائی جاتی ہے۔ نماز کیوقت وہ کسی بے ڈھب لفظ یا فعل کا ارتکاب نہیں کرتے۔ خدا کی عبادت میں وہ بالکل محو معلوم ہوتے ہیں۔ اور اُسوقت اُنکا عجز اور اُنکی پُرانکسار شکل نمود کے واسطے نہیں ہوتی"

قرآن شریف کی بہت سی خوبیاں ہیں جو نہایت ہی بڑھ چڑھ کر ہیں ایک تو یہ کہ جب خداوند تعالی کا ذکر آتا ہے یا اُسکی طرف اشارہ ہوتا ہے تو با رعب و با ادب طرز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اور انسانی کمزوریوں اور خواہشات کو اُسکی طرف کبھی منسوب نہیں کیا جاتا۔ سارا قرآن شریف۔ ناصاف ناپاک اور قبیح خیالات بیانات اور حکایات وغیرہ سے بالکل خالی ہے۔ اور یہ ایسے عیب ہیں کہ بڑا افسوس ہے کہ جسکو عیسائی پُرانا عہدنامہ کہتے ہیں۔ اُسمیں بار بار آتے ہیں۔ بیشک قرآن شریف ان عیوب کے

جنہیں انکار کی گنجائش نہیں۔ ایسا پاک ہے کہ ذرا بھی ترمیم کی ضرورت نہیں۔ شروع سے لیکر اخیر تک تم اسکو پڑھ جاؤ۔ ایک نقص بھی تم ایسا نہیں دیکھو گے جو شرافت کے چہرہ پر داغ لگا سکے۔ اور بہت سے مصنفوں نے قرآن شریف اور اسکے مضامین پر تعریفی الفاظ لکھے ہیں۔ انہیں سے ایک کہتا ہے۔ "ایک ایسی دولت کے ساتھ جو تاریخ کی دنیا میں بے مثال ہے۔ محمد صاحب تین چیزوں کے بانی ہوئے۔ ایک قوم کی۔ ایک سلطنت کی۔ اور ایک مذہب کی۔ اگرچہ خود انپڑھ تھے پڑھ لکھ نہیں سکتے تھے۔ پھر بھی وہ ایک ایسی کتاب کے مصنف ہوئے جو نظم بھی ہے مجموعہ قوانین بھی ہے۔ نماز کی کتاب بھی ہے اور بائبل بھی ہے۔ اور جسکو آجتک تمام نسل انسان کا ایک پورا چھٹا حصہ صفائی عبارت عقل اور سچ کا ایک معجزہ سمجھکر اسکی عزت کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جسکا محمد صاحب نے دعوی کیا تھا اور وہ اسکو ایک دوامی معجزہ کہتے تھے۔ اور معجزہ یہ بیشک ہے"۔ پاپولر انسائیکلوپیڈیا میں مفصلہ ذیل عبارت میری نظر سے گذری۔ "قرآن شریف کی عبارت نہایت ہی ٹھیٹھ عربی میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں طرز عبارت و شاعرانہ خوبیوں کا ایسا جادو بھرا ہے کہ اسکی برابری نہیں ہوسکتی۔ اسکے اخلاقی مسائل پاک و صاف ہیں جو شخص انپر اوپر طور سے عمل کرے وہ نیک زندگی بسر کرتا ہے" اور ہبرٹ کے لکچروں میں ذیل کا بیان آیا ہے "قانون اسلام میں قابل تعریف اخلاقی مسائل ہیں اور اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ کامیابی کے ساتھ انپر عمل کرواتا ہے۔ اور زور کے ساتھ ان مسائل کو منواتا ہے" ایک مشہور عیسائی پادری کہتا ہے "قرآن شریف کا مجموعہ قوانین بیشک زیادہ اثر پیدا کرتا ہے بہ نسبت اس اثر کے جو انجیل کے مجموعہ قوانین نے عیسائیت پر کیا ہے۔۔"

دین اسلام کے مخالفوں نے بہت کچھ کہا ہے اور اس الزام کو بار بار اسلام پر تھوپا ہے۔ کہ فیٹل ازم یعنی جو کام ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور کہ انسان خود کچھ نہیں کرسکتا، اور اسلام مترادف ہیں۔ اس ضمن میں میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایسا بیان اُن لوگوں کے سخت حیرت انگیز تعصب اور جہالت کا ثبوت ہے جو ایسا منہ سے نکال لیتے ہیں۔ جہانتک محمد صاحب کی زندگی اور قرآن کی عبارت ثبوت کرسکتی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ فیٹلزم بالکل محض افترا ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار محمد صاحب نے اس مسئلہ سے حقیقۃً زور سے اسکا انکار کیا گویا کہ آنحضرت بالخصوص ایسی افترا کی تردید کرتے تھے۔ اس بارہ میں جوزف ہیل

ایف۔ آر۔ ہسٹاریکل سوسائٹی کے ممبر اور کتاب "دی کریچن چین ایش فلوسفیکل لسپلیمینٹ" انشاء کے مصنف اور عالم ڈاکٹر دیوش جیسے لائق مصنفوں اور عالموں سے میری تائید ہوتی ہے ؁

سب سے اخیر میں بیان کرتا ہوں کہ قرآن اس قسم کے مسئلہ کی بالکل تردید کرتا ہے۔ کہ ایک شخص دوسرے کے گناہ کے عوض میں قربانی ہو جاوے (مسئلہ کفارہ) بلکہ برعکس اس عام فہم مسئلہ کی صاف صاف تلقین کرتا ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا کے سامنے اپنا جوابدہ آپ ہونا پڑیگا۔ اپنے خدا کے سامنے جو حکیم علیم ہے۔ جو تمہارے اعمال ہیں کچھ بھی ضایع نہ کریگا۔ اور وہ غفور رحیم ہے۔ وَلَا يَلِتْكُمْ مِنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قرآن شریف راز و توہم کے انبار کو جسے عیسائی کہتے ہیں۔ نجات اور نئے جنم کے نام سے تعلیم کرتے ہیں۔ دور پھینک کر ہر ایک انسان کو یہ فرض سکھاتا ہے۔ کہ اپنے گناہ کا آپ کفارہ کرنے بخشش مانگنے اور جنت میں داخل ہونے کے قابل ہے۔

یہاں پر عیسائیوں کے اس لغو خیال کا ذکر کرنا بھی قرین انصاف ہے۔ کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ عورتوں کی کوئی روح نہیں ہے۔ اور اگر انکی کوئی روح ہے۔ تو حیوانات کے ارواح کی طرح ہلاک ہو جاویگی۔ اور دوسری زندگی میں انکو کوئی اجر نہیں ملیگا۔ کوئی روشن مسلمان اس مسئلہ کا قایل نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں بہت سی آیات ہیں۔ جو امر کی موید ہیں کہ عورتوں کو دوسری زندگی ہے۔ صرف انکے اعمال بد کی مردوں کی طرح سزا ہی ہوگی بلکہ انکو اپنے نیک اعمال کی جزا بھی ملیگی۔ اور اس بارہ میں مرد و عورت میں خداوند تعالی کچھ امتیاز نہیں کریگا۔

اسلام پر بڑا الزام عموماً یہ ہے۔ کہ مذہب تلوار کے سخت زور سے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہیں ہے اسلام نے غیر مذہب کے مسائل پر کبھی دست درازی نہیں کی۔ نہ کبھی کسی کا مواخذہ کیا نہ بے دینوں کو سزا دینے کے واسطے۔ (رومن کیتھولک والوں کی طرح) عدالتیں بٹھائیں۔ اور نہ جبراً نو مسلم بنانے کا ارادہ کیا۔ اسنے اپنا مذہب پیش بیشک کیا۔ لیکن جبر کبھی نہیں کیا۔ مسلمان کا اصل اصول قرآن شریف کی یہ آیت ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ جینٹ فیلڈ اپنی کتاب ہسٹاریکل ریولو کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھتا ہے۔ "اگر اہل عرب اور ترک لوگ اور دیگر مسلمان اقوام عیسائیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتیں جیسا کہ انگلستان کے رہنے والوں نے قرآن کے ماننے والوں کے ساتھ کیا ہے تو غالباً عیسوی مذہب مشرق سے بالکل معدوم ہو جاتا"۔ مسٹر جوریو کہتا ہے "اس بات میں کچھ شک نہیں کہ جو ظلم اہل عرب نے عیسائیوں پر کیا اسکی حقیقت اس ظلم کے سامنے جو پوپ کے مذہب والوں نے مسلمانوں پر کیا کچھ بھی نہیں ہے۔ اہل والڈوائی کی لڑائیوں یا سنٹ بارتھالومیو کے معرکہ کے صرف ایک دن میں جسقدر خون مذہب عیسوی کی خاطر بہایا گیا اسقدر خون اہل عرب نے عیسائیوں کے قتل میں نہیں بہایا۔ مناسب ہے

کہ لوگ اس خیال تعصب کو دلوں سے نکالدیں یعنے کہ اسلام ایک ظالم فرقہ ہے جو لوگوں میں اسطور پھیلایا
گیا تھا۔ کہ یا تو وہ موت کو قبول کریں یا عیسائیت کو چھوڑدیں۔ یہ ہرگز درست بات نہیں ہے۔ اور یورپ
والوں کے سلوک کے مقابلہ میں جو مردم خوار قوموں کے ظلم سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ اہل عرب کا سلوک عیسائی
حلم کے برابر تھا"۔ اور اخیر میں جو دلیل کارلائل نے اس مسئلہ پر دی ہے وہ بالکل نئی ہونیکے باعث
اسقدر زبردست لاجواب اور بے مثل ہے کہ ہم اسکو نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ "محمد صاحب کے بزور شمشیر مذہب
پھیلانیکی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے۔ بایں ہمہ اگر ہم اسبات کو کسی مذہب کے جھوٹا یا سچا ہونیکی دلیل تسلیم کریں
تو اسمیں ایک بھاری غلطی ہے۔ تلوار بیشک کچھ چیز ہے۔ لیکن تلوار تم پاؤ گے کہاں۔ ہر ایک نیا خیال شروع
شروع میں صرف ایک ہی آدمی کا خیال ہوتا ہے۔ صرف ایک متنفس کے دماغ میں اسکا قیام ہوتا ہے۔ تمام دنیا
میں صرف ایک شخص اسکو مانتا ہے چنانچہ تمام انسانوں کے مقابلہ میں صرف ایک آدمی ہوتا ہے۔ اب
اگر وہ ایک آدمی تلوار لے اور اسکے ذریعہ اس خیال کو پھیلانیکی کوشش کرے تو اس سے تھوڑا ہی فایدہ ہوگا۔
مذہب عیسوی کی بابت بھی ہم جانتے ہیں کہ جب یکدفعہ اسکا ہاتھ تلوار تک پہنچ گیا۔ تو اسنے ہمیشہ کیواسطے اسکو
حقیر نہیں سمجھا۔ شارلیمین نے جو سکسن والوں کو عیسائی کیا تو وعظ سے نہیں کیا۔ میں تلوار کی کچھ پروا
نہیں کرتا۔ اس دنیا میں ہر ایک چیز کو اپنے واسطے آپ کوشش کرنے دو۔ خواہ تلوار سے خواہ زبان سے خواہ
کسی اور اوزار سے جو اسکے پاس ہے یا جسپر اسکا قابو چل سکتا ہے اسے وعظ کہنے دو۔ رسالے شایع کرنے دو
لڑنے دو۔ اور جہانتک اسکی پوری طاقت کام کرتی ہے اسے کوشش کرنے دو۔ یقین جانو کہ آخرکار وہ چیز
جو اس سے مغلوب کیا جانیکی قابل نہیں ہرگز مغلوب نہیں ہوسکیگی۔ جو کچھ اس چیز سے بہتر ہے اسکو وہ ماند
نہیں کرسکتی۔ مگر صرف اس چیز کو جو اس سے خراب ہے۔ اس بڑے جنگ میں قدرت خود عدالت کرتی ہے۔ اور
کوئی نا انصافی نہیں ہوسکتی۔ وہ چیز جو قدرت میں نہایت ہی پختہ جڑ پکڑ گئی ہے یعنے جسکو ہم سب سے
سچی کہتے ہیں۔ وہی چیز اور اسکے سوا اور کوئی نہیں۔ آخرکار بڑھے گی اور پھولیگی"۔
میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ اسلام میں ملمع سازی اور مبالغہ نہیں ہے۔ ہمیں اسمیں منافقوں کی
ضرورت نہیں۔ نہ اپنی جماعت میں ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو ابن الوقت کہلاتے ہیں
ہمیں ایسی خفیف باتوں کی نہ ضرورت ہے نہ انکا مذاق۔ ہمارا مذہب ہماری زندگی ہے +

کارلائل نے اپنے نہایت دقیقہ شناس سمجھ سے یہ وصف ہمارے پیغمبر صاحب اور اُسکے معتقدان عرب لوم کی ہیساو
اُنکا ذکر اسطور پر کیا ہے "علاوہ ازیں محمد کو میں اسواسطے بھی پسند کرتا ہوں کہ طبع سازی اُنمیں ذرا نہیں - وہ ایک
سادہ مزاج مدد آپ کرنے والا جنگل کا باشندہ ہے - ایسی باتوں کا کبھی دعویٰ نہیں کرتا - جو اُسمیں نہیں ہیں - اسمیں
خود آمیز فخر نہیں ہے - لیکن باایں ہمہ انکساری پر بھی بہت زور نہیں دیتا - وہ اپنا سادہ لبادہ اور جوتیاں پہنے
ہوئے نظر آتا ہے - فارس کے بادشاہوں یونان کے شاہنشاہوں سب کو یکساں کھلے طور پر بتا دیتا ہے - کہ
کونسا کام اُنکا فرض ہے - اپنی پاس عزت اور خودداری کو بھی بخوبی سمجھتا ہے یعنے کہ میں کس عزت
کے مستحق ہوں - اس محمد میں راگ وغیرہ کا اشتیاق نہیں ہے - اُسکے نزدیک یہ کام دو متضاد چیزوں
ہلاکت اور نجات موجودہ وقت اور ابد کا کام ہے - اُسنے اس کام سے بالکل پرہیز کی ہے - راگ
وغیرہ کی محبت - معروضات بیجا - فضول خیالات سیچ کیواسطے ایک قسم کی مجنونانہ تلاش - راستی کو
ایک بازیچہ طفلان سمجھنا - یہ سب نہایت سخت گناہ ہیں - اور قسم کے جسقدر گناہ ممکن ہیں - اُن سب
کی یہ جڑ ہے - یہ باتیں ایک ایسے آدمی کی روح و روان میں ہوتی ہیں جو کبھی سچ نہیں بولتا - اور
جو فضول نمود و نمایش میں زندگی بسر کرتا ہے - ایسا آدمی نہ صرف جھوٹ باتیں بناتا ہے - اور
لوگوں کو کہتا ہے - بلکہ وہ خود کذب مجسم ہے - حقیقی اخلاقی اصول جو نور ربانی ہے - ایسے آدمی کے
اندر بہت گہرا دب کر بیٹھ جاتا ہے - اور اگرچہ جیتا ہوتا ہے - مگر موت کی سی غشی میں ہوتا ہے -
اسکے برخلاف اسلام ایک بڑے دین کی طرح انسان کی ہستی کو نہایت باریک بینی سے
دیکھکر انسان کا کامل طور پر برابر کرنے والا ہے - ایک مسلمان کی روح تمام دنیاوی بادشاہوں سے
زیادہ وزن رکھتی ہے - اسلام کے روسے - تمام آدمی بھی برابر ہیں - ہم پھر کہتے ہیں - کہ بحیثیت
مجموعی محمد صاحب کا یہ مذہب ایک قسم کی عیسائیت ہے - اور جو چیز روحانی طور پر افضل ترین ہے
اُسمیں کا ایک خاص عنصر اسمیں موجود ہے - ان بارہ صدیوں تک یہ دین تمام نوع انسان کے
پانچویں حصہ کا مذہب اور رہبر کا ہادی رہا ہے - سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ اس مذہب پر لوگوں کا
دل سے یقین رہا ہے - یہ اہل عرب اپنے مذہب پر یقین رکھتے ہیں - اور اسکے ساتھ زندگی
بسر کرتے ہیں - گذشتہ زمانہ سے لیکر کوئی عیسائی ایسے نہیں گذرے - نہ شاید موجودہ زمانہ

ہیں انگلستان کا صرف فرقہ، یہی یورٹیں ہو جنھوں نے کہ اپنے دین کی ایسی حمایت کی ہے جیسے
مسلمان اپنے دین کی کرتے ہیں۔ اسپر پورا یقین رکھتے ہیں اور اُسکے ساتھ موجودہ زمانہ
اور ان دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آج رات کیرو کے بازاروں میں جبکہ چوکیدار کسی سامنے
سے آنیوالے کو چلا کر کہے گا کہ کون جاتا ہے۔ تو مسافر سے جواب کے ساتھ یہ الفاظ بھی
سنیگا کہ "لا الہ الا اللہ اللہ اکبر" ان سیاہ فام لکھو کھا باشندوں کی روزمرہ کی تمام
زندگی۔ اور روحوں میں اسلام گونج رہا ہے۔ سرگرم واعظین اس مذہب کی تلقین اہل ملایا۔
سیاہ رنگ بابیوں اور وحشی بت پرستوں میں کرتے ہیں۔ جو چیز اس دین سے خراب ہے
اُسکو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ مگر جو اسمیں افضل ہے۔ یا اسکے برابر اچھی ہے اسکو کچھ نہیں کہتے بابا
یہ ہے دین اسلام۔ یہ ہے اعتقاد اُن اٹھارہ کروڑ انسانوں کا جو اب تک خاتم الانبیاء و
افضل الرسل کی تعلیمات کے پیرو ہیں۔ اور دن میں پانچ دفعہ رب قدیر کی حضور میں نماز
پڑھتے ہیں۔ دین اسلام۔ مراکو سے لیکر افریقہ کے تمام ساحل شمالی پر اور جنوب کی طرف
زینزوال تک جسمیں زنگبار بھی شامل ہے پھیلا ہوا ہے۔ یہ دین مصر۔ سلطنت روم
عرب۔ فارس۔ افغانستان۔ اور ترکستان میں حکمران ہے۔ چار کروڑ ۱۰ لاکھ مسلمان۔
ہندوستان میں موجود ہیں۔ ملایا میں بھی اس مذہب کے بڑے زبردست معتقد پائے جاتے
ہیں۔ اب چین میں بھی یہ مذہب خوب مضبوط جڑ پکڑ گیا ہے۔ اور دنیا کے مختلف حصوں
میں اسکے پھیلانے کے لیے تبلیغانہ کوششیں دن بدن ترقی پر ہیں۔

یہ ہے وہ اخوت جسکی طرف انگلستان میں ہم اپنے ہموطنوں کے مدعو ہیں۔ یہ ہے وہ
دین۔ جسکو ہم پیش کرتے ہیں کہ وہ قبول کریں۔ ہم التماس کرتے ہیں کہ ان بد
قسمتوں کو جو اُنکے دلوں پر علم الہیات کے مابعد الطبیعہ کے انکار اور مفتری عالموں کی نسل در نسل
تعصب کے سبب سے منقش ہو گئے ہیں وہ گڑبڑ الہیں اور الہیات کے اس بدیہی ناممکن مسئلہ
کا کہ یہ ایک راز ہے، نامکمل تشریح پر راضی ہو جانے سے رکجاویں۔ خداوند تعالیٰ نے جو
سیدھا سادھا دین انسان اول کو دیا تھا اُسکی عظیم شوکت کے ساتھ یہ اسرار اور دھوکے بالکل

ناموافق و ناساز سرپر ہیں ؎

کوئی چیز جو ناقابل فہم ہو یا جسکے یقینی ہونے میں کچھ شبہ ہو ضرور ہے کہ وہ متلاشی حق کے دل میں شک اور بدگمانی اور شاید اضطراب پیدا کردے۔ اور اس بات کا سب سے بڑھکر خوف مذہبی اعتقاد کی حالت میں ہونا چاہیے جہاں نتیجے اس قدر باوقعت ہوتے ہیں اور غلطی اور غلط فہمی کے انجام اس قدر بھاری ہوتے ہیں۔ جو ہم جاننا چاہتے ہیں۔ وہ ہماری اپنی جانی طبیعت اور تقدیر کے متعلق بڑے بڑے حقایق ہیں۔ اسلام صاف زبان میں اسکا جواب دیتا ہے۔ یہ مذہب آدمی کو سکھاتا ہے کہ خداوندتعالیٰ کی اُس مرضی پر صابر و شاکر رہو۔ جس سے بڑھکر کوئی حکیم نہیں اور جسکے کنہ کو پہونچنا ہمارے فہم کی پرواز سے بہت بڑھ کر ہے "خدا کے ہاں سے تم آئے ہو اور اُسی کی طرف تمکو واپس جانا ضرور ہے"۔ تمام انسانی دلولے وہ احتیاط جو انسانی مجالس شخصی فایدے یا شہرت کے واسطے کیجاتی ہے۔ تمام رسوم و انتظامات تمام اندرونی اعتقادات خواہ وہ کیسے ہی معزز و محترم کیوں نہوں۔ ان سب کو فنا ہو جانے دو انکی کچھ بھی حقیقت نہیں بمقابلہ اسکے کہ انسان جو خداوندتعالیٰ کی سب سے آخری پیدایش اور اشرف المخلوقات ہے۔ وہ سچے اور صداقت کے صاف اور سیدھے راستوں سے بھٹک جائے۔ لیکن اسپر یہ اعتراض اُٹھ سکتا ہے۔ کہ "کیا تم لوگوں کے اعتقادات کو حد سے بڑھکر وقعت تو نہیں دے رہے ہو"۔ یقیناً جن آدمیوں کا یہ قول ہے کہ اعتقادات کچھ بھی نہیں۔ وہ خود اپنے الفاظ کے ضروری اثر کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک لکچرار نے کیا خوب کہا ہے "یہ کس ملک کا ذکر ہے کہ جہاں کے آدمیوں کے اعتقادات کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بیشک تجارتی دنیا میں نہیں جہاں ایک آدمی کے اعتقادات یا تو اُسکی کامیابی کے واسطے یا اُسکی ناکامی کے واسطے حساب لگاتے پھرتے ہیں۔ وہ بیوقوفی سے ہر ایک بات پر یوں ہی یقین کرلیتا ہے۔ اور اپنا سرمایہ ایسے کاموں میں لگاتا ہے جو نقصان مصیبت اور بربادی پیدا کرتے ہیں۔ وہ بزدلی کے ساتھ حالت تذبذب میں رہتا ہے۔ اور اس موقعہ کو کھو دیتا ہے۔ جو زیادہ بار ریب ہیں اور زیادہ پختہ یقین والے آدمیوں کے

واسطے نمایاں کامیابی کی طرف راستہ کھولتا ہے۔ علم ادب اور دیگر علوم کی دنیا میں یہ حالت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں فوراً یہ بات ضرور ظاہر ہونی چاہیے۔ کہ کسی جھوٹے اصول کا برتاؤ دلایل کے ایک پورے سلسلے کو درہم برہم کردیگا۔ اور اسیواسطے یہاں وانا طالب العلم اگر ستاہے اور تجربے کسی نتیجہ کا امتحان کرنے کے واسطے ضروری ہوں۔ تو اُن کی تعداد کو حد سے بڑھ کر نہیں سمجھتا۔ انسان کی عام زندگی میں بھی یہ حالت نہیں ہے۔ جہاں ممکن ہے کہ ایک جھوٹا اعتقاد (مثلاً یہ کہ فلاں قسم کی زہر ضرر نہیں پہونچا سکتی) عملی طور پر ایک غلطی کے سرزد ہونے کا باعث ہو کر مہلک نتیجہ پیدا کردے۔ جہاں کہیں آدمی کو کسی اعتقاد پر عمل کرنا ہو تو سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ وہ اعتقاد خود اُس حقیقت کے ساتھ مطابق ہونا چاہیے۔ +

ڈاکٹر ماڈسلے نے پُرمعنی اور پسندیدہ الفاظ میں سچ کہا ہے۔ "ہر ایک انسان کو چاہیے کہ اپنی سرشت کا ایک حصہ مانکر اس کام کو اپنا مستقل عزم اور با ثبات فرض سمجھے۔ کہ اُسکے ساتھ ایسا بالکل با صدق علاقہ رکھے۔ اور زندگی میں اسکے ساتھ ایسا پورا پورا موافق رہے۔ کہ جب آخری حکم آدے کہ اپنے فانی جسم کو نابود ہونے کی خاطر اُس کے حوالے کردو تو چاہیے کہ حوالہ کردے مگر ڈر کر نہیں جیسا کہ کسی دشمن کی جسنے مغلوب کرلیا ہو ڈر کر اطاعت کی جاتی ہے۔ بلکہ پکّے بھروسہ سے۔ ایسے بھروسے جو اُس ماں پر کیا جاتا ہے جو دن کا کام ختم ہونے پر اُس سے کہتی ہے کہ اب سوجاؤ" مسلمانوں کے توکل و تسلیم برضائے خدا کو ایسی عبارت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ +

خاتمہ پر میں اُن لوگوں کو خبردار کرتا ہوں۔ جو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیے مستعد ہیں۔ اور اُن لوگوں کو بھی جنھوں نے ابھی اپنے تیقن سے عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کرلیا ہے۔ کہ اس بات کی ضرور امید رکھیں کہ لوگ اُنپر ہنسینگے۔ مُنہ بنائینگے ملامت کرینگے۔ انکی باتوں پر جرح قدح کرینگے۔ اور اُن کو الٹا بیان کرینگے +

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی حال تھا اور قیامت تک یہی

حال رہیگا۔ اور انکی تسلی اور تشفی کے لیے خداوند تعالی نے خود قرآن میں ان لوگونکو اپنے دین پر قایم رکھنے کے لیے ایک آیت نازل فرمائی ہے۔ لہ یَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ -

لہ احسان کرتے ہیں او پر تیرے یہ کہ وہ مسلمان ہوئے۔ کہو مت احسان رکھو اوپر میرے مسلمان ہونے اپنے کا بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے اوپر تمہارے یہ کہ ہدایت کیا تمکو طرف ایمان کی اگر ہو تم سچے تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھہ کرتے ہو ۔ ۱۲